Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

اللہ — محمد رسول اللہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ

قادیان سے بزبان انگریزی ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ریویو آف ریلیجنز

نمبر ۵ — ۵ - مئی ۱۹۳۲ سنہ ع — ایڈیٹر محمد ظہور الدین اکمل — ۲۸ - ذی الحجہ ۱۳۵۰ سنہ ہجری — جلد ۳۱

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
عورت کی حیثیت اسلام میں	۱۶۱ / ۱۷۴	میاں فضل کریم صاحب بی اے - ایل ایل بی - بھیروی
حضرت کرشنؑ کی تعلیمات	۱۷۵ / ۱۸۳	ترجمہ ریویو انگریزی جنید ہاشمی بی اے
افادات الفریدی	۱۸۵ / ۱۹۲	چوہدری غلام احمد خاں صاحب ایڈووکیٹ
ضابطہ تحفظ حقوق زوجین جزیرہ مڈغاسکر کی اسلامی آبادی شکاگو پریس کی جدید بائیبل	۱۹۳ / ۲۰۰	ماخوذ

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مستحق طلباء اور غیر احمدیوں سے
[illegible]

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابلِ توجہ احمدی احباب

رسالہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں انکو دُور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسرِ صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اسلئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنے کیلئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنے کیلئے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اسلئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کے پیدا ہوجائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمت کرو۔ خدا تمہارے دلوں میں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

احباب مندرجہ ذیل ذرائع سے اس ارشاد کی تعمیل کر سکتے ہیں:-

(۱) انگریزی ریویو اور اُردو ریویو کو اپنے نام جاری کرائیں۔

(۲) جو دوست خود انگریزی نہیں پڑھ سکتے۔ وہ اپنی گرہ سے قیمت ادا کرکے ناظم طبع و اشاعت کو اجازت دیں کہ وہ کسی غیر مسلم یا غیر احمدی کے نام انگریزی رسالہ جاری کر دیں یا اسکی بجائے اُردو رسالہ جاری کرائیں جسمیں سلسلہ کی کتب کا ترجمہ چھپتا ہے۔

(۳) جو احباب انگریزی اور اُردو رسالے کے خریدار بنیں وہ دیگر احمدیوں اور غیر مسلموں اور غیر احمدیوں کے نام بھی جاری کرا کے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی تعمیل کرنیوالوں کی فہرست میں اپنے آپکو داخل کریں۔

(۴) اہل علم و اہل قلم احباب رسالہ کیلئے مفید مضامین لکھ کر بھیجیں۔ اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ رسالہ زیادہ دلچسپ اور زیادہ فائدہ رساں اور زیادہ مقبول ہوگا جس سے خود بخود اسکی اشاعت میں ترقی ہوگی۔

(۵) احباب جماعت کے افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے آگاہ کرکے اس کی تحریک کریں کہ وہ مندرجہ بالا ذرائع میں سے کسی ایک ذریعہ سے رسالہ کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

(ناظر تالیف و تصنیف قادیان دارالامان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عورت کی حیثیت اسلام میں

عورت کی حیثیت کے متعلق عموماً دو قسم کے لوگ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ایک مرد و عورت میں مساوات کے حامی جو یہ پیش کرتے ہیں کہ مرد و عورت کے قویٰ جسمانی اور دماغی میں کوئی فرق نہیں دونو کو اگر یکساں ترقی کرنے کا موقع دیا جائے اور دونو کی ایک ایسی تربیت کی جائے تو لازمی طور پر کوئی فرق ان میں آئیگا۔ یہ صرف زمانوں کی تربیت کا قصور ہے کہ عورت بمقابلہ مرد نازک اندام کمزور اور ناقص العقل ہے *

دوسرے خیال کے لوگ یہ پیش کرتے ہیں کہ عورت محض مردوں کو خوش کرنے اور ترقی نسل کے لیے پیدا کی گئی ہے اس کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ چار دیواری میں مقید رہکر مردوں کے طرح طرح کے ظلم سہ کر بلا چون و چرا انکی فرمانبرداری کرتی رہے۔ مرد سے علیحدہ اس کی حیثیت نہیں۔ جو کچھ بھی اس کا ہے مال جان اور عزت سب مردوں کی ملکیت ہے۔ اور پھر باوجودیکہ اس نے خاوند کی دُکھ درد کی گھڑیوں میں ہر طرح اسکا ساتھ دیا ہو۔ اور مصیبت کے وقت راتیں خاوند کی خاطر بیداری میں اور خدا کے سامنے آہ و زاری میں کاٹی ہوں وہ ذرا سے قصور پر پرانے جُوتے کی طرح اُتار پھینکی جائے۔ انہیں بالکل کم فہم ناقص العقل۔ زندگی کے کسی شعبہ میں دخل دینے کے ناقابل اور مذہبی پہلو سے تمام بدیوں کی جڑھ گناہوں کی موجد اور دوزخ کا ایندھن خیال کیا جاتا ہے *

مرد و عورت کی اندرونی و بیرونی جسم کی بناوٹ بھی ظاہر کرتی ہے کہ قدرت نے ان کے لئے الگ الگ دائرۂ عمل قرار دیا ہے۔ عورتیں مردوں کے برابر اگر ہر شعبہ زندگی میں حصہ لینے لگیں مثلاً وہ جرنیل سپاہی صنعت حرفت کے کارخانوں کی مینیجر بنیں تو اسقدر قدرتی روکیں پیدا ہونگی کہ قوم و ملک بجائے ترقی کرنے کے تباہ و برباد ہو جائے گا۔ عورتیں ایام ماہواری اور حمل۔ بچہ کے دودھ پلانے کے زمانہ میں مشقت اور محنت کے کاموں میں مردوں کے برابر حصہ نہیں لے سکتیں۔ اور ہمیشہ اس قسم کے کام کرنیوالوں کی ایک بہت بڑی تعداد رخصت علالت پر رہیگی یا پھر مصنوعی بانجھ پن پیدا کیا جائیگا جو یقیناً قوم کی تباہی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باعث ہوگا جیسا کہ دیگر ممالک مغربی میں یہ خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ مسٹر بیورد پال نے اس طرف اپنے ملک فرانس کو درد بھرے الفاظ میں توجہ دلائی ہے +

دوسرے خیال کے لوگوں نے بھی عورت کی حیثیت کو نہیں سمجھا۔ عورت کے ہاتھوں سے بچوں کی تربیت ہوتی ہے اور اسی کے ہاتھوں سے قوم کی ترقی یا بربادی کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ بچوں کی تربیت کی اہمیت ہر متمدن قوم خوب سمجھتی ہے۔ بچوں کی تربیت سے لاپروائی قوم کی تباہی انکا سنورنا قوم کا سنورنا ہی اس لئے جسکے سپرد بچوں کی تربیت کا اہم فرض ہو حقیقتاً وہی قوم کا بنانیوالا ہوتا ہے۔ بچوں کی کمزوری اور نزاکت مرد کی جفاکشی تندہی اور سختی کی متحمل نہیں ہوسکتی اس لئے قدرت نے عورت کو جس کی فطرت میں نرمی محبت۔ ایثار اور متحمل مزاجی زیادہ ہوتی ہے) بچوں کی تربیت کا نہایت نازک فرض سپرد کیا ہے۔ اسکے علاوہ عورت کے مزاج میں صفائی۔ انتظام اور کفایت شعاری بمقابلہ مرد کے زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے گھر کے عمدہ انتظام کے لئے مرد سے بہتر ہے۔ بچوں کی اعلیٰ تربیت گھر کے عمدہ انتظام کا اثر بالآخر قوم پر پڑتا ہے۔ اس لئے جسکے ہاتھ میں قومیں بنتی اور بگڑتی رہی ہوں ملک آباد اور برباد ہوئے ہوں اسے ایک پرانے جوتے کی حیثیت دینا ظلم عظیم ہے +

بچوں کی عمدہ تربیت اور گھر کا اعلیٰ انتظام ایسی ہی قومی اور ملکی خدمت ہے۔ جیسے کہ مردوں کے لئے قربانیاں کرنا۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے آدمیوں کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ انکی شہرت کی بنیاد اصل میں ماں کی عمدہ تربیت میں ہی رکھی گئی تھی۔ پیدائش اور عمدہ تربیت اولاد اور انتظام خانگی کو جسکے لئے فطرتاً عورت نہایت موزوں ہے ترک کرکے دوسرے مشاغل زندگی میں عورتوں کا حصہ لینا ایسی بڑی غلطی ہے بلکہ میں کہونگا غداری ہے جیسا کہ دوران جنگ میں گولوں اور توپوں کے تیار کرنے کے کارخانہ میں مزدوروں کا ہڑتال کر دینا۔ جب اعلیٰ تربیت یافتہ بچے نہ ہونگے تو قوم و ملک کے لئے قربانیاں کرنیوالے بھی بہت کم پیدا ہونگے ہاں ان فرائض کے پورا کرنے کے بعد عورتیں اگر اپنے خاوندوں کے ہاتھ بٹائیں اور دوسرے مشاغل زندگی میں حصہ لیں تو یہ انکے لئے قابل تعریف ہے لیکن ان کو ترک کرکے مردوں کے پہلو بہ پہلو ترقی کرنے کی خواہش قدرت اور فطرت کا مقابلہ کرنا ہے +

موسیولی بان لکھتا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مشرقی اہل یورپ کو جو اپنی عورتوں کو تجارت اور حرفت اور اور معاملات کی شرکت پر مجبور کرتے ہیں اسی نظر سے دیکھتے ہیں جس نظر سے ہم اس شخص کو دیکھیں جو اپنے گھوڑ دوڑ کے گھوڑے کو کسی ہل میں جوت دے یا اس سے چکّی چلوائے ان کی نظروں میں عورت کا کام یہی ہے کہ وہ مرد کی زندگی کو پُرلطف بنائے اور بچّوں کی تعلیم کرے اور وہ ہرگز نہیں پسند کرتے کہ عورتیں اور اشغال میں مصروف کیجائیں۔ انسان کے دل پر ہمیشہ ان اقوام کا اثر ہوتا ہے جنکی معاشرت کو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو اور بلاشبہ اس وجہ سے خود میرے خیالات اس معاملہ میں مشرقیوں سے بالکل متفق ہیں"

پس میرے نقطۂ نگاہ سے اگر مساوات سے یہ مراد ہو کہ مرد و عورت ہر شعبہ زندگی میں ایک دوسرے کے شریک ہو کر پہلو بہ پہلو ترقی کریں اور ایک دوسرے کے راستہ میں روک نہ ہوں اور دونو کو ایک جیسی سہولتیں ترقی کرنے کے لیئے بہم پُہنچائی جائیں تو یہ صحیح نہیں بلکہ قدرت کا مقابلہ کرنا ہے۔ صحیح معنوں میں مساوات یہ ہو گی کہ مرد و عورت کے لئے قدرت نے ان کی جسمانی اور دماغی حالت کے مطابق جو جو دائرہ عمل مقرر کیا ہے اس میں وہ الگ الگ بغیر ایک دوسرے کی روک ٹوک کے ترقی کریں اور انکو اپنے اپنے اس دائرہ عمل میں ترقی کرنے کے لئے مساوی سہولتیں بہم پُہنچائی جائیں اور وہ ایک دوسرے کی اس دائرہ عمل میں آگے بڑھنے میں مدد کریں +

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ اسلام نے مذکورہ بالا تعریف مساوات کو مدّنظر رکھتے ہوئے عورت کو کس حد تک اپنے دائرہ عمل میں ترقی کرنے کی آزادی دی ہے یا بالفاظ دیگر اُسے اسلام نے کیا حیثیت دی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مسلمانان ہند کی موجودہ طرز معاشرت (خصوصاً پنجاب کے مسلمانوں کی) اور ان کے صنف نازک کے آجکل کے سلوک سے یہ نتیجہ نکالنا کہ عورتوں کے متعلق اسلام کی یہی تعلیم ہے۔ اور دیگر ممالک اسلامیہ میں بھی ان سے یہی سلوک کیا جاتا ہے بہت بڑی غلطی ہو گی۔ اسلام میں عورت کی حیثیت کے متعلق ہمیں مسلمانوں کے زمانہ عروج اور اسلامی ممالک کی طرز معاشرت پر غور کرنا پڑیگا۔ موسیو لی بان۔ موسیو لیبلے۔ اور اور منصف مزاج یورپی سیاحوں نے عورت کے ساتھ جو ممالک اسلامیہ میں سلوک کیا جاتا ہے اسکی بہت تعریف کی ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت رسول کریم صلعم نے دو لفظوں میں مرد و عورت کی حیثیت نہایت واضح طور پر بیان فرما دی ہے فرمایا۔ مرد و عورت ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں اگر ایک ہی پہیہ ہو تو گاڑی چل ہی نہیں سکتی۔

مذہبی لحاظ سے عورت کو کسی نے شیطان کا ہتھیار کہا۔ کسی نے گناہ کا موجد قرار دیا۔ کسی نے دوزخ کا ایندھن بنا دیا۔ اور کسی نے اس کا قرب خدا سے دُوری اور اس سے دُوری خدا کا قرب کہدیا۔ لیکن عرب کے تپتے ریتلے میدانوں کے رہنے والے ایک اُمّی یتیم بچے کے قول کے مطابق حوّا کی مظلوم بیٹی نیکی اور بھلائی کا مجسمہ نور و ہدایت کا سر چشمہ روحانی ترقیات میں ایک معاون گناہوں سے محفوظ رہنے کا باعث اور مکتی حاصل کرنیکا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا کہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم انکا لباس ہو۔ قرآن کی اصطلاح میں لباس سے مراد نیکی اور پرہیزگاری ہے۔ اس لئے عورت و مرد کا ایک دوسرے کے لئے لباس ہونے سے مراد یہ ہوئی کہ جیسے لباس گرمی و سردی سے بچاتا ہے اسی طرح تم ایک دوسرے کو گناہوں کی سردی گرمی سے بچانے کا باعث ہو۔

پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنّت ماں کے قدموں میں ہے۔ جنّت کیا ہے خدا کا قرب اور خوشنودی گویا ماں کی خدمت یعنی عورت کا قرب خدا کا قرب قرار دیا ہے۔ پھر آپؐ فرمایا کرتے کہ حضرت عائشہ رضؓ کے پاس جب میں ہوتا ہوں تو خدا کا کلام مجھ پر بہت [illegible]تا ہے یعنی ایک نیک عورت کا قرب خدا کے بہت نزدیک کر دیتا ہے۔

قرآن کریم میں نیک کام کرنیوالی عورتوں کے لئے ایسے ہی بڑے بڑے انعام بتائے گئے جیسے مردوں کے لئے بہشت میں انہیں اسی طرح درجے ملینگے جیسے مردوں کو انہیں بہشت میں داخل ہونے سے محروم نہیں کیا گیا خدا کا پاک کلام عورتوں پر بھی اسی طرح اُترتا ہے جیسے مردوں پر عورت کو ایّام ماہواری اور بچہ پیدا ہونے کے وقت میں عام طور پر ناپاک خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ایسے حالات میں بھی خدا کا پاک کلام نیک عورتوں پر اُترتا رہا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ پر ان حالات میں خدا کا کلام اُترا۔ دنیاوی پہلو سے بھی عورت کی حیثیت اسلام میں نہایت خوشگوار ہے۔ اور اس کے سامنے ترقی کا میدان کھلا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں زیر لفظ "عورت" یہ لکھا ہے محض لفظ "عورت" میں ہی ایک عرصہ دراز کی محتاجی اور غلامی پنہاں ہے۔ رومیوں میں جن کی تہذیب و تمدن موجودہ مغربی اقوام کی تہذیب و تمدن کا منبع کہا جاتا ہے۔ عورت ایک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھی جس کا کوئی حصہ معاشرت میں نہ تھا۔ سوائے شوہر کے کوئی اسکے افعال کا فیصلہ کرنے والا نہ تھا اور شوہر کو پورا حق اسکی جان پر بھی حاصل تھا۔ قانون یونان میں بھی ان کی حالت کچھ بہتر نہ تھی اور انہیں کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا یہاں تک کہ حق وراثت سے بھی محروم تھیں۔ عموماً اُسے ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھا جاتا۔ جب کسی عورت کا بچہ خلاف فطرت پیدا ہوتا تو اُسے مار ڈالتے۔ اسی طرح سپارٹا میں اُس بدنصیب عورت کو جس سے قوی سپاہی پیدا ہونیکی امید نہ ہوتی۔ ہلاک کر دیتے ؎ چینیوں میں مثل ہے۔ اپنی بی بی کی بات تو سُن لینی چاہیئے۔ لیکن اُس کا ہرگز یقین نہ کرنا چاہیئے۔ روسی مقولہ ہے۔ دس عورتوں میں ایک رُوح ہوتی ہے۔ اطالیوں میں مثل ہے۔ گھوڑا اچھا ہو یا بُرا اُسے مہمیز کی ضرورت ہے عورت اچھی ہو یا بُری اُسے مار کی ضرورت ہے ضرب المثل ہے عورت سے بچنا چاہیئے۔ مگر اچھی صورت پر کبھی بھروسہ نہ کرنا چاہیئے ؎

یوُرپ میں بھی عورت کی حالت صرف چالیس پچاس سال سے درست ہوئی ہے ورنہ وہاں بھی وہ کوئی حیثیت نہ رکھتی تھی بلکہ انگلستان میں اب بھی زنا کے لئے حرجانہ کا دعویٰ اسی رنگ میں دائر کیا جاتا ہے گویا کسی مدعا علیہ نے مدعی کی کسی چیز۔ مثلاً گھوڑی کو بلا اجازت استعمال کر کے اُسے نقصان پہنچایا ہے ؎

عربوں میں اسلام سے پہلے عورتوں کو حیوانات سے بدتر سمجھا جاتا۔ مائیں بیٹوں میں مثل دیگر جائداد تقسیم ہوتیں۔ بیٹی کی پیدائش بہت بڑی بدنصیبی خیال کیجاتی۔ عرب بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے موسیو لی بان لکھتا ہے کہ یہ دفن کر دینے کا حق اُسی طرح حاصل تھا جیسے کُتیا کے جھول کو پانی میں ڈبو دینے کا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک لڑکی کو زانو پر بٹھائے کھلا رہے تھے پاس سے قیس سردار قبیلہ بنی تمیم گذرا اس نے دریافت کیا "یہ کس جانور کا بچہ ہے جسے آپ کھلا رہے ہیں" فرمایا "یہ میرا بچہ ہے" قیس نے کہا "خدا کی قسم میری بہت سی لڑکیاں ہوئیں لیکن میں نے انکو زندہ دفن کر دیا اور کسی کو بھی نہ کھلایا" آنحضرت نے فرمایا۔ "اے بدبخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلوم ہوتا ہے اللہ نے تیرے دل میں کسی قسم کی محبّت انسانی پیدا نہیں کی تو ایک بہت بڑی نعمت سے جو انسان کو دی گئی محروم ہے"۔

ایک عرب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا واقعہ بیان کیا۔ اس واقعہ کو سُن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ خصوصاً جب ایک شخص صاحب اولاد ہو تو اس کے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ اس نے یوں بیان کیا کہ میرے ایک لمبے سفر پر چلے جانے کے چند دن بعد گھر میں لڑکی پیدا ہوئی واپس آیا تو وہ سمجھدار پیاری پیاری باتیں کرتی تھی۔ رسم و رواج عرب کے مطابق مَیں نے ٹھان لی کہ اسے دفن کرونگا۔ اُسے جنگل میں ساتھ لے گیا۔ جب وہ پُوچھتی ابّا کہاں لئے جاتے ہو تو مَیں ٹال دیتا۔ آخر ایک جگہ گڑھا کھودنا شروع کیا وہ پُوچھتی ابّا کیا کررہے ہو مَیں نے اُسے پھر ٹال دیا آخر گڑھا کھود کر اُسے اس گڑھے میں لٹا دیا وہ پھر پُوچھتی ابّا مجھے کیا کرتے ہو۔ مَیں نے اس پر مٹّی ڈالنی شروع کردی وہ کہنے لگی ابّا کیا تم مجھے اکیلا یہاں چھوڑ کر خود چلے جاؤ گے۔ مَیں نے اس کی بھی پروا نہ کی اور اس پر مٹّی ڈالتا گیا حتّٰی کہ اسے دفن کرہی دیا۔ حضرت صلعم جب یہ واقعہ سُن رہے تھے آنسو ٹپک رہے تھے اور فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (مَن لّا یَرحم لا یُرحم) کیسا دردناک واقعہ ہے کیسے کیسے ظلم ان بیکس اور ناتوانوں پر ڈھائے جاتے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مظلوموں کو آخر مَردوں کے آہنی پنجہ سے نجات دلوائی اور مَردوں کے مقابل پر کھڑا کردیا۔ قرآن کریم نے لڑکیوں کا قتل یا دفن کرنا یک قلم بند کردیا اور اُسے سنگین جرم قرار دیا۔ بیٹی کی پیدائش پر بُرا منانے والوں پر لعنت کی۔ فرمایا کہ ایسے لوگوں کے مُنہ بیٹی کی پیدائش کی خبر سُنکر کالے ہوجاتے ہیں۔ آنحضرتؐ خود بیٹیوں سے بہت محبّت کرتے اور انکی بڑی عزت کرتے۔ حضرت فاطمہؓ جب آپؐ کے پاس آتیں تو آپؐ اُٹھ کھڑے ہوتے اور ان کا ہاتھ چوم لیتے۔

نکاح کے معاملہ میں ہندی مسلمانوں کی موجودہ حالت دیکھ کر غلط نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ عورت کو اسلام میں اپنے خاوند کا انتخاب کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں قرآن کریم اور حدیثوں میں عورتوں کا بغیر انکی منشاء کے نکاح کرنا منع کیا گیا ہے۔ آنحضرتؐ خود دریافت کرکے عورتوں کا نکاح کراتے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ سے حضرت علیؓ کی نسبت خود دریافت فرمایا۔ بلکہ ایک دوسرے کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھ لینا بھی جائز قرار دیا ہے۔ ہاں نکاح کیلئے ولی کی رائے بھی ضروری ہے تاکہ عورتوں کی فطری کمزوری سے ناجائز فائدہ اُٹھاکر خاوند انکی حق تلفی نہ کرنے پائیں یا انہیں اور کسی قسم کا دھوکا نہ دیں۔ موجودہ تمدن میں بیاہ شادی میں آزادی حد سے بڑھی ہوئی ہے اور مُدّت تک کی کورٹ شپ کے نتائج عیاں ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بعض بدمعاش کسی شریف لڑکی کو پھنسا کر اسکی زندگی برباد کر دیتے ہیں۔ ایسے واقعات کے روکنے اور عورت کے حقوق کی حفاظت کے لئے ولی کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ٭

اسلام میں نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں عورت بھی ایک فریق ہوتی ہے۔ اور اسکی منشاء کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ پھر نکاح اگر فریقین کے لئے مضر ثابت ہو مثلاً ان کی طبائع آپسمیں نہ ملیں۔ اور رات دن جھگڑا اور فساد ہوتا رہے اور گھر بجائے جنّت کے دوزخ بنا ہُوا ہو تو مرد کو طلاق دینے کا حق اور عورت کو خلع لینے کا حق حاصل ہے۔ لیکن باوجودیکہ طلاق جائز ہے اسے ناپسندیدہ طریق خیال کیا گیا ہے اس لئے اس پر اس قسم کی پابندیاں اور روکیں عائد کی گئی ہیں کہ اگر انپر پوری طرح عمل کیا جائے تو بہت کم واقعات طلاق کے پیش آئیں۔ ہندوستان کا طریق طلاق صریحاً خلاف اسلام ہے۔ طریق اس کا یہ ہے کہ اگر دونو میں جھگڑا ہو تو دونو کے خاندان کے سمجھدار لوگ بیٹھ کر فیصلہ کرادیں اگر پھر بھی جھگڑا مٹتا نظر نہ آئے تو وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں۔ پھر بھی وہ اَڑے رہیں تو طلاق دی جائے لیکن طلاقیں تین ہوں۔ ہر ایک ماہ کے بعد ایک طلاق دیجائے میری سٹوپ نے یورپ کے موجودہ میاں بیوی کے جھگڑوں کا ایک علاج بتلایا ہے کہ جب میاں بیوی کی بنتی نظر نہ آئے تو چند ماہ کے لئے انہیں علیحدہ کر دیا جائے اور اُن کو الگ الگ مقامات پر بھیجدیا جائے۔ محبت خود بخود کر آئیگی۔ اسلامی پابندیاں طلاق پر جو عائد کی گئی ہیں ان کی بھی یہی غرض ہے کہ شاید کسی وقت میاں بیوی سمجھ جائیں۔ موجودہ قانون انگریزی کے مطابق طلاق کے لئے پہلے ڈگری دیجاتی ہے۔ اور ایک مقررہ میعاد کے بعد طلاق مستقل ہوتی ہے ٭

بسا اوقات طلاق فریقین اور بال بچوں کے لئے مفید ہوتی ہے جس گھر میں رات دن فساد ہو وہاں بچوں کی تربیت اور اخلاق پر کتنا بُرا اثر پڑتا ہے۔ پھر کئی دفعہ کسی مظلوم عورت کو کسی ظالم مرد کے پنجہ سے یا ناکارہ اور نکھٹو خاوند سے نجات دلانا ضروری ہوتا ہے۔ یہ غلط ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرد ہی جب چاہے عورت کو طلاق دے سکتا ہے۔ لیکن عورت سوائے چند صورتوں کے طلاق نہیں لے سکتی۔ اسلامی قانون جو ہندوستان میں رائج ہے بالکل ناقص ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی عورتوں کو محض خاوند سے نفرت کی بنا پر طلاق دلوائی۔ اہل یورپ اب تک طلاق کو حقارت سے دیکھا کرتے۔ لیکن اب اس کثرت سے طلاقیں ہو رہی ہیں کہ بڑے بڑے سیاسی لیڈر بھی چلا رہے ہیں۔ ایسی معمولی باتوں پر طلاق تک نوبت پہنچتی ہے کہ ہم لوگ سُن سُن کر ہنستے ہیں ٭

جائداد ۔ وراثت اور قانونی حیثیت میں عام طور پر اقوام عالم میں عورتوں کو ورثہ اور جائداد سے محروم کیا گیا تھا اور قانونی حیثیت بھی انہیں حاصل نہیں تھی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں درج ہے "رومیوں میں بیاہ ہوتے ہی بیوی کی ذات اور جائداد خاوند کی ملکیت میں آجاتی ہیں یہ قانون زمانہ موجودہ تک تمام مغربی ممالک میں رائج تھا۔ عورت کو کوئی تمدنی یا سیاسی حقوق حاصل نہ تھے۔ نہ وہ گواہ بن سکتی اور نہ ضامن نہ وہ ولی مقرر کیجا سکتی۔ اور نہ کسی کو ولی مقرر کر سکتی۔ نہ اُسے وصیت کرنیکا حق حاصل تھا نہ کوئی معاہدہ کرنیکا۔ خاندان کو عورت جاری نہ رکھ سکتی۔ کیونکہ نہ وہ خود متبنّٰی مقرر ہو سکتی تھی اور نہ کسی اور کو اس غرض کے لئے متبنّٰی مقرر کر سکتی۔ ہر امر میں خاوند کی فرمانبرداری اسپر لازم تھی ٭

پنجاب میں رواج عام کے مطابق عورت کی جائداد خواہ خود پیدا کردہ ہو خواہ وہ اپنے ماں باپ یا کسی اور عزیز سے لائی ہو یا خاوند نے بوقت شادی یا کسی اور موقع پر دی ہو پنجابی مسلم یا ہندو پابند رواج کو حق حاصل ہے کہ بلا اجازت بیوی کے اس پر ہاتھ ڈال لے ٭

اسلام میں عورت قبل شادی اور بعد شادی ایک مستقل قانونی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ اپنی علیحدہ جائداد کی مکمل مالک ہوتی ہے خواہ وہ اُسے ورثہ میں آئی ہو یا کسی نے عطیہ دی ہو اسکو جہاں چاہے صرف کر سکتی ہے۔ باپ۔ بیٹا۔ بھائی یا خاوند بلا اس کی اجازت کے اسپر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ وہ ولی مقرر ہو سکتی ہے ولی مقرر کر سکتی ہے وصیت کرنیکا حق حاصل ہے گواہ ہو سکتی ہے اُسے تمدنی حقوق جو اسکے دائرہ عمل کے مناسب و موزون ہیں سارے حاصل ہیں ٭

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قانون اسلامی میں عورت کا بمقابلہ مرد نصف حصہ ورثہ میں کیوں رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد پر زیادہ بوجھ ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے بیوی بچوں کے اخراجات کا ذمہ وار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے بلکہ ماں باپ اگر ضعیف ہوں تو ان کی اور دیگر عزیزوں کی امداد بھی اس پر لازم ہے۔ بوقت نکاح مرد کو مہر دینا پڑتا ہے جو عورت کو ملتا ہے۔ عورت پر اس قسم کا کوئی بوجھ نکاح کے وقت نہیں رکھا گیا۔ عورت جائداد تو حاصل کر لیتی ہے لیکن ذمہ واری قانوناً یا شرعاً اس پر کوئی نہیں ہوتی۔ اس کی جائداد اپنی یا خاوند یا اسکے بال بچوں یا خاندان کی ضروریات کے کسی قسم کے بوجھ کی ذمہ وار نہیں ہوتی۔ مرد کی ان ذمہ واریوں اور عورت کی غیر ذمہ واری کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نصف حصہ صنف نازک کے حق میں بہت بڑی رعایت ہے ؎

نکاح بیوگان۔ اس کے متعلق بھی قرآن کریم میں خاص طور پر زور دیا گیا ہے اور بیوہ عورت سے نکاح کرنا ایک بہت بڑی قومی اور دینی خدمت قرار دی گئی ؎

کثرت ازدواج یا ایک سے زیادہ شادیاں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو تمام مذاہب عیسائیت ہندو دھرم اسلام وغیرہ میں تسلیم کیا گیا ہے۔ ہاں اسلام نے ایک حد مقرر کر دی ہے اور چار شادیوں سے زیادہ کی اجازت نہیں دی اور ساتھ ہی ہر ایک بیوی سے مساویانہ سلوک کا تاکیدی حکم دیا ہے اور اس کے متعلق ایسی پابندیاں عائد کی ہیں کہ ایک سمجھدار اور منصف مزاج انسان سوائے سخت مجبوریوں کے ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ لیکن ہندی مسلمانوں کی حالت اس پہلو سے بھی قابل افسوس اور قابل اعتراض ہے ؎

بعض حالات میں ایک سے زیادہ شادیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض اوقات اولاد ایک بیوی سے بوجہ اسکے بانجھ ہونے کے نہیں ہوتی۔ اور بعض دفعہ ایک عورت دائمی مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے ایسی صورت میں اسکی تمام گذشتہ خدمات کو ٹھکرا کر طلاق دیدینا ظلم عظیم ہے۔ ممکن ہے کوئی ایسی صورت میں مرد کو ضبط اور پرہیزگاری کی نصیحت کرے لیکن ایسی نصیحت پر عمل کی ہر شخص سے امید کرنا ایک فضول امر ہے اس کو بدکاری سے بچانے کے لئے بہترین صورت دوسری شادی ہے۔ پھر بسا اوقات جنگوں میں مردوں کے کثیر حصہ کے مارے جانے کی وجہ سے عورتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے جیسے اب ممالک یورپ میں ہوا جہاں قبل از جنگ ہی عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ایسے حالات میں عورتوں سے وہی امید ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی بیوہ یا غیر شادی شدہ بہنوں کو اپنے خاوندوں کی چھتوں کے نیچے چھپانے کی جگہ دیکر قومی اور ملکی خدمت کریں ؎

برٹرنڈ رسل نے ایک مضمون "شادی کی اصلاح" کے عنوان سے ۱۹۲۸ء میں مختلف اخبارات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں شائع کیا تھا وہ لکھتا ہے۔ "بیویوں کی تعداد کا تعین کوئی مذہبی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق مردوں اور عورتوں کے تناسب آبادی سے ہے اگر ایک لڑائی میں ملک کے ۳/۴ مرد کام آئیں تو ہمیں مسلمانوں کے چار نکاح کے اصول پر عامل ہونا پڑیگا تا کہ آبادی پوری ہو۔ عورتوں کو جنگ میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا اس کا سبب بھی یہ نہیں ہے کہ مرد عورتوں کے حق میں کچھ فراخدلی یا فیاضی سے کام لینا چاہتے ہیں بلکہ عورتوں کی جان کی زیادہ قدر کرنیکا سبب یہی ہے کہ ایسا کرنا لازمی اور لابدی ہے کیونکہ اگر کثیر تعداد میں عورتیں ہلاک ہوجائیں یا جسمانی طور پر بیکار ہوجائیں تو خواہ قانون شادی میں کوئی ترمیم بھی کیجائے ملک کی تباہی رُک نہیں سکتی کیونکہ عورت زیادہ خاوندوں کے ساتھ کم اولاد پیدا کرسکتی ہے۔ مگر مرد زیادہ بیویوں کے ساتھ زیادہ اولاد پیدا کرسکتا ہے پس واحد شادی کی قدرتی بنیاد یہ نہیں کہ کثرت ازدواج میں کوئی قدرتی نقص ہے بلکہ یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کی تعداد مساوی ہے"

آج نہیں بلکہ سالوں سے یورپ میں اگرچہ قانوناً ایک سے زیادہ شادی سنگین جرم ہے اور ایسے نکاح کی اولاد ولدالحرام قرار دیجاتی ہے لیکن عملاً ایک سے زیادہ عورتوں سے تعلقات رکھے جاتے ہیں ؁

موسیولی بان لکھتا ہے۔ "مغرب میں بھی جہاں آب وہوا اور فطرت دونو کا تقاضا ہے اس رسم کی طرف اسقدر نہیں ایک ہی شادی کی رسم کا وجود صرف کتابوں ہی میں ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی شخص انکار نہ کریگا کہ یہ رسم ہماری واقعی معاشرت میں نہیں پائی جاتی۔ مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ مشرقیوں کا جائز تعدد ازدواج کسی امر میں مغربیوں کے ناجائز تعدد ازدواج سے کمتر سمجھا جاتا ہے بلکہ میں کہونگا کہ اوّل کو ہر طرح دوسرے پر ترجیح ہے پس بخوبی سمجھ میں آتا ہے کہ مشرقی جب ہمارے بڑے شہروں کی حالت دیکھتے ہیں تو انہیں ہمارے اعتراضات پر سخت حیرت ہوتی ہے" پھر لکھتا ہے "اگر یہ مسئلہ مان لیا جائے کہ بتدریج قانون پابند رسوم ہوجاتا ہے تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑیگا کہ یورپ کا ناجائز تعدد ازدواج جو ہماری معاشرت کا ایک جزو ہے کسی روز قانوناً بھی جائز کردیا جائیگا"

امریکہ کی مسز کیمپل بھی لکھتی ہے "کہ زوج واحد کا جھوٹ موٹ کا قاعدہ سخت دھوکا اور منافقت ہے لاکھوں رنڈیاں جو صرف نیویارک میں ہیں انکو ہمارے خاوند۔ بھائی اور باپ ہی کھانے پینے اور پہننے کو دیتے ہیں جو بیوی اور بچوں کا حق ہوتا ہے۔ ایسے ہی دوسرے مصنفین نے اقرار کیا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناجائز تعدد ازدواج کا یورپ اور امریکہ میں عام رواج ہے۔" ڈاکٹر ریزوم لکھتے ہیں "یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مشرقیوں میں عورت کی بداطواری یا بے وفائی سے اسقدر خانہ بربادی ہوتی ہے جیسے یورپ میں جہاں کی طرز معاشرت کا اثر عورتوں پر تعدد ازدواج سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔"

ان حالات کے ہوتے ہوئے۔ "مغربی ممالک میں یہ ظلم ہو رہا ہے کہ ایک ولدالزنا کو وارث اور حلال قرار دینے کے لئے کئی راہیں تراشی جاتی ہیں۔ مگر ایک شخص جس نے ایک سے زیادہ بیویوں سے جائز طور پر ضرورت کیلئے نکاح کر لیا ہو اس کی اولاد کو ولدالزنا قرار دینے اور ورثہ سے محروم کرنے میں پورا زور لگایا جاتا ہے۔ تعدد ازدواج کے مقابلہ کیلئے ایڑی چوٹی تک زور لگایا جاتا ہے مگر زنا کے روکنے کے لئے ذرا کوشش نہیں کیجاتی۔"

بعض ممالک میں ایک شادی کر کے منکوحہ بیوی اور بال بچوں کے حقوق تلف کر کے۔ معاہدہ نکاح کو ٹھکرا کر۔ مقدس کتاب کو ہاتھوں میں لئے ہوئے مقدس عبادتگاہ میں کھائی ہوئی قسموں کو توڑ کر بدرہ کسبیوں سے ناجائز تعلق رکھ کر اپنا مُنہ کالا کرنیوالا اور بدکار عورتوں پر پانی کی طرح روپیہ بہا دینے والا جسکے جائز حقدار اسکے بیوی اور بچے ہوتے ہیں۔ سوسائٹی میں معزز اور جنٹلمین خیال کیا جاتا ہے۔ مگر ایک شخص جائز طور پر ضرورت کیلئے ایک سے زیادہ نکاح کر کے اپنی سب بیویوں اور اپنی تمام اولاد کے سب حقوق مساوی طور پر پورے کرنیوالا قانون کی نگاہ میں خطرناک مجرم اور سوسائٹی کی نظر میں نہایت ذلیل و کمینہ اور ظالم و سفاک سمجھا جاتا ہے ÷

عورتوں سے عام حُسن سلوک۔ حضرت رسول کریمؐ عورتوں سے حُسن سلوک کی ہمیشہ تاکید فرماتے رہتے اور اپنے جرنیلوں کو حکم دے رکھا تھا کہ بچے بوڑھے۔ پُجاری اور عورتیں کبھی قتل نہ کیئے جائیں۔ عورتوں سے سپاہیانہ برتاؤ یورپ میں عربوں نے ہی رواج دیا چنانچہ موسیو لی بان لکھتے ہیں "ہم دیکھ چکے ہیں کہ اہل یورپ میں سپاہیانہ اخلاق جس کا بڑا جزو عورتوں سے عمدہ برتاؤ تھا عربوں سے آیا وہ مذہب عیسائی نہ تھا جیسا کہ عموماً خیال کیا جاتا ہے بلکہ اسلام تھا جس نے عورتوں کو انکی اسوقت کی گری ہوئی حالت سے ترقی دی۔ اوائل ازمنہ متوسط کے سردار اگرچہ وہ عیسائی تھے عورتوں کا مطلق پاس نہ کرتے تھے اور ہماری پُرانی تاریخوں کے پڑھنے سے اس میں مطلق شک و شبہ نہیں رہتا قبل اسکے کہ عربوں نے عیسائیوں کو عورتوں کا لحاظ سکھایا۔ ہمارے زمانہ قدیم کے امراء جنگجو اُن سے بہت بُری طرح سے پیش آتے تھے۔ مثلاً گاران سے ہریں کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شارلمین کے عہد میں عورتوں کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا اور خود شارلمین ان سے کیسا برتاؤ کرتا تھا۔ "شارلمین نے ایک دن بہن کے ساتھ مباحثہ میں اس پر حملہ کیا اسکے بال پکڑ لئے اُسے خوب مارا اور اپنے لوہے کے دستانے سے اسکے دانت توڑ ڈالے البتہ اس ہاتا پائی میں خود اس کے دو چار گھونسے لگے۔" ہمارے اس زمانہ کا کوئی گاڑیبان بھی کسی عورت کے ساتھ ایسا وحشیانہ برتاؤ نہ کریگا *

موسیو دے ریلیسی اسلامی ممالک کے متعلق لکھتا ہے کہ "عورتوں کا عموماً بڑا اعزاز ہے اور ان کے ساتھ مردانہ اخلاق برتا جاتا ہے کوئی شخص راستہ میں کسی عورت پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتا یہاں تک کہ لڑائی جھگڑے کے وقت بھی ایک ادنیٰ سپاہی بدزبان سے بدزبان عورت کے ساتھ بُری طرح پیش نہیں آتا۔"

کاش ہمارے ہندوستان کی پولیس بھی عورتوں سے ایسا ہی سلوک کیا کرتی *

پردہ ۔ یہ ایک ایسا اسلامی مسئلہ ہے جو موجودہ زمانہ میں اعتراضات کا نشانہ بنا ہُوا ہے۔ لیکن زیادہ تر اعتراضات ناواقفیت کی بنا پر ہیں یا ہندوستان کے مسلمانوں کی آجکل کی طرز معاشرت کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں ان کی حالت دیکھ کر غیر مسلم اسلامی ممالک کا یا ہندوستان میں عہد اسلامی کا اندازہ لگایا کرتے ہیں۔ اور یہی خیال کیا جاتا ہے کہ حرم میں قیدی عورتیں کاہلی کی زندگی بسر کرتی ہیں اور اپنی حالت پر روتی ہیں اور خاوند انپر ظلم و تعدّی کیا کرتے ہیں *

کہا جاتا ہے کہ مسلمان عورتوں کا تعلیم میں پیچھے رہنے کا باعث پردہ ہے۔ لیکن مَیں یہ پوچھتا ہوں کہ مسلمان مرد بمقابلہ دیگر اقوام کے مَردوں کے کیوں تعلیم میں پیچھے ہیں جیسے مسلمان مرد تعلیم میں پیچھے ہیں اسی نسبت سے مسلمان عورتیں بھی پیچھے ہیں۔ مگر ایک بات قابل غور ہے کہ مسلمانوں کے ان طبقوں میں جو پردے کے پابند ہیں عورتوں کی تعلیم اس طبقے کی عورتوں سے زیادہ ہے جس میں پردہ نہیں ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ پردہ تعلیم میں روک نہیں بلکہ کوئی اور اسباب ہیں جس وجہ سے مسلمان عورتیں تعلیم میں پیچھے ہیں ۔ اصل پردہ تو یہ ہے کہ مرد اور عورتیں اپنی اپنی آنکھیں نیچی رکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھا کریں اور عورتیں اپنی زیب و زینت کو غیر مَردوں پر ظاہر نہ کریں ساتھ ہی آزادانہ میل جول کو بھی روکا گیا ہے۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی نے بھی ستیارتھ پرکاش کے تیسرے باب میں درس تدریس کے قواعد میں یہ فرمایا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کے سکول الگ الگ دو دو کوس کے فاصلے پر ہوں اور پانچ سالہ لڑکی یا پانچ سالہ لڑکا بھی ایک دوسرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے پاٹ شالہ میں نہ جلنے دیا جائے" مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ برہم چاری یا برہم چارنی رہے تب تک عورت و مرد کے باہمی دیدار - مس کرنے، اکیلے رہنے بات چیت کرنے۔ باہم کھیلنے شہوت کا خیال اور شہوانی صحبت ان آٹھ قسم کی زناکاری سے الگ رہیں" برہمچریہ ایک اعلیٰ زندگی خیال کی گئی ہے اور اس اعلیٰ قسم کی زندگی کو نبھانے کے لئے زنا یا اسکے ابتدائی مراحل یا درجوں کے نزدیک جانے سے بھی روکا گیا ہے بلکہ مرد و عورت کو ایک دوسرے کے دیکھنے سے بھی روکا گیا ہے ۔،

اسلام بھی یہی چاہتا ہے کہ پاک زندگی بسر کی جائے اور ہر قسم کے زنا سے خواہ آنکھوں کا ہی ہو روکا جائے۔ کھلے میل ملاقات کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ بڑھتے بڑھتے بدکاری تک پہنچ جائے۔ جو ملکی اور قومی تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ اس کھلے میل جول اور عورتوں کے مردوں سے پہلو بہ پہلو ہر شعبہ زندگی میں شریک ہونیکے جو نتائج نکل رہے ہیں وہ بیورو پال۔ لیڈووچی۔ مسز کیمپل۔ لی بان۔ ولیم بیورج اور دیگر مصنفین یورپ و امریکہ اور پوپ کی تحریروں سے ظاہر ہیں۔ تاریخ بھی اس پر شاہد ہے کہ تمام بڑی بڑی قوموں کی تباہی اسی وقت سے شروع ہوئی جب ان میں عورت و مرد کا میل و ملاقات حد سے بڑھ گیا۔ یونانی۔ رومی۔ بابلی۔ کارتھیجن۔ ایرانی خود ہندوستانی ہندو اور مسلمان اس وقت سے گرنا شروع ہو گئے جب بدکاری ان میں بڑھ گئی اور عورتوں نے اپنے دائرہ عمل کو چھوڑ کر تمام مشاغل زندگی میں حصہ لینا شروع کر دیا اب تمدن کی تباہی کے آثار ظاہر ہیں۔ لیکن یہ تباہی قوموں کی بہت آہستہ آہستہ ہوا کرتی ہے۔ آجکل مسلمانوں میں عورت کی حالت اسلامی تعلیم کی وجہ سے نہیں گری ہوئی بلکہ مسلمانوں کی عام حالت گرنے کے باعث ہے۔ پردے کا مطلب یہ نہیں کہ عورتیں چار دیواری میں مقید رہیں ہاں عورتوں کے اہم فرائض جیسا کہ میں نے ابتدا میں عرض کیا ہے تربیت اولاد اور انتظام خانگی ہے جو انکی فطرت اور جسمانی بناوٹ کے مطابق ہی اور جو بہت حد تک گھر تک ہی محدود ہے۔ ہاں ان فرائض سے فارغ ہو کر اسلام انکو دیگر مشاغل علمی قومی یا ملکی میں حصہ لینے سے نہیں روکتا۔ ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامی کی تاریخ سے صاف ظاہر ہے کہ عورتیں سیر و شکار۔ علوم و فنون۔ جنگ اور سیاست میں پردہ میں رہ کر حصہ لیتی تھیں۔ برقعہ پوش چاند بی بی کے جنگی کارنامے ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے گلبدن بیگم زیب النساء روشن آرا وغیرہ کے علمی کارناموں سے کون واقف نہیں۔ تاج بی بی وغیرہ کی سیاسی اور رفاہ عام کے کاموں سے ہر تعلیم یافتہ واقف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضؓ کی بیبیاں جنگوں میں مشوروں میں اور قومی کاموں میں شریک ہوتیں۔ حضرت عائشہ رضؓ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے جو آنحضرت صلعم کی بیوی تھیں ایک جنگ میں فوج کی خود کمان کی +

پردہ اور پھر اُس زمانہ کے وسائل اور مشکلات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پردہ اور عورتوں کا علوم و فنون سیاست اور رفاہ عام کے کاموں میں حصہ لینا اور بسا اوقات مردوں پر فوقیت لیجانا حیرت انگیز ہے - اور زمانہ موجودہ کی عورتوں کے لیئے قابل تقلید - موسیو دے دورانی قاہرہ کے مدرسہ السنہ کے مدیر لکھتے ہیں حرموں میں تعلیم بہت عام ہے اور اکثر ایسی بیبیاں اور لڑکیاں موجود ہیں جو عربی - ترکی - فرانسیسی اور انگریزی زبان کو لکھتی پڑھتی ہیں اکثر اوقات حرم کے اندر جب اعلیٰ طبقات کی مسلمان بی بیاں جمع ہو جاتی ہیں تو گفتگو فرانسیسی میں شروع ہو جاتی ہے " موسیو لی بان اس پر لکھتے ہیں کہ میرے علم میں تو پیرس کی بہت کم بیبیاں ایسی ہیں جو صحت کے ساتھ یا بلا صحت کے بھی چار زبانیں لکھ بول سکیں "

پھر لکھتے ہیں " پس ظاہر ہے کہ مشرقی عورتوں کی طرز معیشت ہرگز انکی تعلیم و تربیت کی مانع نہیں ہے - کیونکہ ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ عربوں کے تمدنی عروج کے زمانہ میں کثرت سے ایسی عورتیں موجود تھیں جو علم و فضل میں شہرہ آفاق تھیں - جن مصنفین نے مشرقی عورتوں کی جہالت بیان کی ہے انہوں نے غالباً ان لونڈیوں پر قیاس کیا ہے جو اور ملکوں کے بازاروں سے خرید ہو کر آتی ہیں اور بعض حرموں میں نظر آتی ہیں - یہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ ہم کسی پیرس کی معزز بی بی کی تعلیم کا اندازہ اسکی ماما کی لیاقت سے کریں "

بالآخر میں یہ عرض کرونگا کہ اسلام نے سوسائٹی میں عورتوں کی حیثیت کو بہت بلند کیا ہے - اور اُسے اپنے دائرہ عمل میں جو قدرت نے اسکے لیئے مقرر کیا ہے ترقی کرنے کی پوری آزادی دیکر مردوں کے برابر کھڑا کر دیا ہے بلکہ بعض صورتوں میں اُسے مردوں سے بھی زیادہ حقوق اور رعایات دی ہیں +

اگر کسی کتاب کی عظمت و تقدیس کا اندازہ ان نتائج و اثرات سے کیا جائے - جو وہ بہترین اور قابل ترین انسانی دماغوں پر نقش کرتی ہے تو یقیناً قرآن کریم کو دنیا کی بہترین و مقدس ترین کتابوں میں بلند و ممتاز جگہ ملیگی +

(میجر لیونارڈ)

یقیناً ایسی کتاب جیسی کہ قرآن کریم ہے - اس امر کی مستحق ہے کہ مغرب کے گوشہ گوشہ میں پڑھی جائے - خصوصاً دورِ حاضر میں جب کہ موجودہ ایجادوں کے ذریعہ زمان و مکان کی بندشیں بالکل دور ہو گئی ہیں، اور جبکہ مفاد عامہ تمام دنیا کو اپنے آغوش میں لیئے ہوئے ہے +

(سر ایڈورڈ ڈینیسن راس سی آئی ای)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت کرشنؑ کی تعلیمات

(مترجمہ جنید ہاشمی بی۔اے)

حضرت کرشنؑ کی تعلیم بھگوت گیتا میں درج ہے اور یہ مہابھارت کا ایک حصہ ہے۔ ہمیں اس کے شائع ہونیکی تاریخ سے کوئی سروکار نہیں۔ خواہ یہ پندرھویں صدی قبل مسیحؑ لکھی گئی ہو جیسا کہ دھیرندناتھ پال نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے یا تیسری صدی بعد مسیحؑ جیسا کہ جان ڈیویز نے بیان کیا ہے۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ یہ حضرت کرشن کے وقت سے دیر بعد لکھی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت شدہ امر ہے کہ اس میں وقتاً فوقتاً تحریفات و ترمیمات ضرور ہوئی ہیں۔ پال اپنی کتاب "کرشن کے سوانح اور تعلیم" کی تمہید میں لکھتا ہے کہ "موجودہ مہابھارت خود "ادھی پروہ" میں کہتی ہے۔ "ویاس نے پہلے بھارت جنگی قصوں کو چھوڑتے ہوئے ۲۴ ہزار شلوکوں میں تالیف کی" لیکن موجودہ مہابھارت میں بجائے ۲۴ ہزار شلوکوں کے ۱۰۷۳۹۰ شلوک ہیں اور اس کی فہرست عنوانات میں بجائے ۱۵۰ شلوک کے ۲۰۶۰ شلوک سے کسی طرح کم نہیں اور یہ بالکل واضح امر ہے کہ موجودہ مہابھارت میں ہزاروں سال کی مدت میں کئی ہزار شلوک ایزاد کیئے گئے ہیں" اور پھر اسکے آگے لکھتا ہے "اور جب یہ نمیش کے جنگل میں یوگر اونے پڑھی تو اس میں کئی اندراج وایزاد کیئے گئے۔ اور اس کے پڑھنے کے طریقے میں کئی قسم کی آراء ہیں"

ان حوالوں سے یہ ظاہر ہے کہ کرشنؑ کی تعلیم کو روایات کی بنا پر لکھنے میں جو تغیر و تبدل ہوا ہے وہ تو بجائے خود رہا۔ بھگوت گیتا میں جو مختصر طور پر لکھا ہے اس میں کتنی تخفیف و تقصیر کی گئی ہوگی اس لئے اگر ہم گیتا میں کسی ایسی تعلیم کو پائیں جو صریحاً کرشنؑ کی اصلی تعلیم کے منافی ہو تو ہم اسے اس بنا پر رد کرسکتے ہیں کہ یہ بعد کے زمانے کی کوئی غلطی ہے۔

پراچین ہندوؤں کی غلطیاں

ہر کوئی شخص جو ہندومت کی تاریخ سے واقف ہے یہ معلوم کرکے حیران ہوگا کہ گیتا میں اس مذہب کو کسی اور طریقہ سے ہی پیش کیا گیا ہے۔ کرشنؑ کا خدا کے متعلق عقیدہ اتنا بلند ہے کہ وہ اس زمانے کے لوگوں میں ہرگز نہیں پایا جاتا۔ ہم کو اس بات سے بھی انکار نہیں کہ خدائی توحید کا مسئلہ ہندوؤں کو بہت قبل بتایا جاچکا ہو یا وید میں اس کا ذکر ہو۔ لیکن یہ مسئلہ اگر کبھی سکھایا بھی گیا تھا تو حضرت کرشنؑ کے ظہور کے وقت تک بت پرستی اور توہم پرستی کے پردے میں چھپا رہا ہے جیسے کہ وید موجودہ حالت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں اس کو کافی طور پر ثابت کرتے ہیں اور ہندوؤں کے فلسفہ کی رو سے خدا کی صفات کے متعلق کئی قسم کی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ اس بے حقیقت رسم و رواج کی وجہ سے نہ صرف صداقت مدفون رہی۔ بلکہ اور صغیر و حقیر معبودوں کے ظہور نے اس ہستیٔ اعظم کو پردۂ اخفا میں رکھا جن کو ان کے پجاریوں نے مختلف قسم کے فرائض اور طاقتیں رکھنے والا تسلیم کیا ہوا تھا۔ کرشنؑ نے اپنے ظہور کے وقت ہندوؤں کو اس طرح کی ظلمت و گمراہی کی حالت میں پایا۔ گیتا خود ہندوؤں کی اس روحانی پستی کی شہادت دیتی ہے اس طرح ہم چوتھے باب میں یہ بیان پاتے ہیں:۔

"اے بھارت کے پتر جب بھی کبھی پاکیزگی کم ہو جاتی ہے اور گناہ کا دور دورہ ہوتا ہے تو میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہوں۔ میں پاک لوگوں کی حفاظت کے لئے۔ اور پاپیوں کی سزا کے لئے اور پاکیزگی کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتا ہوں" (۱۷-۷-۸)

چونکہ خدا کے نبی زمین پر اس کے بروز اور سایہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا اس دنیا میں نازل ہونا خود خدا کا ظہور ہونا بتایا گیا ہے۔ اور یہاں یہ بھی یاد رہے کہ وہ دو بڑے مقصد جن کے لئے کرشنؑ تشریف لائے نیک لوگوں کی حفاظت اور پاپیوں کو تباہ کرنا ہے۔ پس ان کا آخری ظہور جو کلجگ کے آخر میں ہوگا۔ اس کے متعلق یہی مروی ہے کہ وہ پاپیوں کو تباہ اور سچوں کی حفاظت کرینگے۔

یہی وہ دو بڑے مقصد ہیں جن کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کرشنؑ ہونے کے دعویٰ سے قبل خدا کی طرف سے مامور کئے گئے تھے۔ اور اس طرح پر ان کی تعریف گیتا میں بھی لکھی ہے جیسے کہ ان کے الہامات سے ظاہر ہے۔ (ہے کرشنؑ رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے)

توحید باری تعالےٰ

المختصر کرشنؑ نے ہندوؤں کو سخت گناہوں میں پھنسے ہوئے دیکھا نہ صرف عملی طور پر بلکہ عقیدوں میں بھی اور آپ نے ان کو دونو معاملات میں صداقت سے روشناس کرایا۔ آپؑ نے توحید باری تعالیٰ پر بہت زور دیا اور چھوٹے چھوٹے دوسرے بتوں اور معبودوں کو چھوڑ کر ایک واحد ذات خدا کی عبادت کرنے کی تلقین کی۔ مسٹر ڈیویز گیتا کے ترجمہ کے شروع میں لکھتا ہے "ان کے نزدیک ہستی اعظم ایک ہے بلا کسی دوسرے شریک کے جس میں وہ صفات نہیں پائی جاتیں جو دوسرے دیوتاؤں کے متعلق عام طور پر مشہور ہیں اور دیوتاؤں سے منسوب شدہ شہوات اور اہواء سے وہ پاک ہے"۔

مندرجہ ذیل گیتا کی آیات پر غور کرو جس میں اس ایک خدا کے سوائے دوسرے خداؤں کے عقیدے کو ملامت کی گئی ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ان عقلمندوں میں سے صرف وہی راسخ ہے جو اس ایک خدا کی پرستش کرتا ہے جو سب سے بالا ہے" (vii - ۱۷)

"وہ جن کے علم کسی قسم کی حرص میں بہہ گئے ہیں۔ دوسرے دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں اور اپنے دماغ کی اختراع شدہ رسومات پر عمل کرتے ہیں"

"مَیں اعلیٰ برکتوں کی بشارت دیتا ہوں ان کو جو میری عبادت کرتے ہیں۔ اور دوسرے (۱× - ۲۲)
دیوتاؤں کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ جو ہمیشہ میری اطاعت میں مگن رہتے ہیں"

"وہ جو دیوتاؤں کے پکّے پُجاری ہیں اور وہ جو پترس کی پوجا کرتے ہیں پترس کے پاس جائینگے اور وہ جو بھوتوں پر قربانی کرتے ہیں بھوت کے پاس جائینگے۔ اور وہ جو صرف میری پُوجا کرتا ہے۔ میری حفاظت میں رہیگا" (۱× ، ۲۵)

اس سے بڑھکر یہ کہ توحید باری کا مسئلہ جس کی وہ تعلیم دیتے ہیں۔ ایک سطحی مسئلہ نہیں جو کہ کوئی آدمی اپنے دماغ۔ دلی خیالات یا دوسرے ظاہری واقعات سے اس کی تہ تک پہنچ سکے۔ وہ توحید کی عمیق ترین گہرائیوں میں غوطہ زن ہیں یا روحانی طبقات کی بلند ترین چوٹیوں پر پرواز کر رہے ہیں جو اُس زمانے کی سطح سے کہیں بالا بلند ہے۔ "جو کچھ کہ تم کرو یا جو کچھ تم کھاؤ۔ جو کچھ تم قربانی کے لئے پیش کرو جو کچھ کہ تم دو جو کچھ بھی نیک کام کرو اس کو میری طرف معنون کرو" (۱× - ۲۷)
اس میں ذرا بھر بھی شک کی گنجائش نہیں کہ یہ تعلیم انسانی دماغوں سے کہیں اعلیٰ ہے۔ درحقیقت اس کی عظمت اور اس زمانے کی جہالت جس زمانے میں کہ کرشنؑ موجود تھے۔ اس بات کی مقتضی ہے کہ یہ سوائے خداتعالیٰ کے الہام کے اور کوئی چیز نہ تسلیم کی جائے۔ کیونکہ ایسی اعلیٰ و ارفع تعلیم اور کسی دوسرے منبع سے نہیں ہو سکتی۔

خُدا کے متعلق عقیدہ

کرشنؑ کی نہ صرف خدا کی توحید کے متعلق ہی اتنی بلند تعلیم ہے بلکہ خدا کی پوری پوری صفات کے متعلق بھی اُن کے خیالات بہت ارفع ہیں۔ ان کے نزدیک خدا پاکوں میں سے پاک ہے اور ازل سے پیدا کرنیوالا ہے وہ "تمام کائنات کا منبع ہے" (vii - ۶) "تمام چیزوں کا مرجع" ہے "جس سے تمام کائنات آگے ترقی کرتی ہے" (× - ۸) "سب سے بالاتر برہم۔ بلند ترین مقام خداؤں سے مَیں سب سے پہلا، لم یولد، آقا" (× - ۱۲) "سب کو پیدا کرنیوالا۔ سب کا سردار۔ دیوتاؤں کا خدا۔ کائنات کا حاکم" (× - ۱۵) "غیر فانی، غیر مرئی۔ بغیر کسی شکل والا، ہر جگہ رہنے والا، لامحدود جس پر کوئی حاوی نہ ہو سکے ازلی ابدی" (xii - ۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کا تمام کائنات کا خالق ہونا خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کرشنؑ کے الہامی الفاظ ہیں۔ کیونکہ ہندو ازم کا تمام فلسفی سسٹم (جس کا نمائندہ آجکل آریہ سماج ہے) اس غلطی میں مبتلا ہے کہ خدا کائنات کا پیدا کرنیوالا نہیں ہے۔ اگرچہ حضرت کرشنؑ کی تعلیم اپنی اصلی صفائی کے ساتھ ہم تک محفوظ نہیں رہ سکی۔ لیکن پھر بھی جس صورت میں وہ ہم تک پہنچ سکی ہے وہ ہمیں بتلاتی ہے کہ حضرت کرشنؑ خدا تعالیٰ کی صفتِ خالقیت پر یقین رکھتے تھے ٭

صرف ایک چیز ہے جو خدا کی ذاتِ واحد کے خلاف گیتا میں پائی جاتی ہے اور وہ خدا کا انسانی شکل میں ظہور ہوتے کا مسئلہ ہے۔ یعنی حضرت کرشن بھی خدا بن جایا کرتے تھے۔ لیکن ہم ہرگز اس تعلیم کو حضرت کرشنؑ کی طرف منسوب کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ کسی ذی ہوش انسان نے کبھی خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہاں بعد کے لوگوں نے اگر اس کو خدا بنا دیا ہو تو الگ بات ہے ٭

یہ خیال کہ فلاں آدمی دیوتا تھا۔ آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہے جوں جوں کہ وہ بڑا انسان ماضی کے دھندلکے میں غروب ہوتا جاتا ہے۔ کوئی دانشمند اس مادی زمین میں چلتا ہوا نہیں دیکھا گیا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو یا جس کو واقعی تسلیم کر لیا گیا ہو۔ یہ صرف اسی وقت ہوتا ہے جبکہ وہ آدمی تاریخ کے شفق میں غائب ہو رہا ہو اور اس کی دھندلی سی تصویر دیکھنے والے کو تدریجاً بڑی نظر آتی جائے۔ ایسا ہی حضرت مسیحؑ کے ساتھ ہوا اور اسی طرح کرشنؑ کو خیال کر لیا گیا۔ اس بات کا ثبوت کہ حضرت کرشن کو آہستہ آہستہ خدا بنا لیا گیا ہے ہمیں اب بھی ملتا ہے۔ ڈاکٹر ڈیویز لکھتے ہیں کہ ”ویشنو نے اپنا دعویٰ پیش کیا۔ لیکن ان میں سے بہتوں نے کہا کہ وہ تو صرف ایک انسان تھا۔ کیونکہ بھیشم پروان میں کہا گیا ہے:۔ ”جو کوئی یہ کہتا ہے کہ کرشنؑ صرف ایک معمولی آدمی تھا وہ عقل کا کچا ہے“۔ اگر بعض منتروں میں اسکو تمام کائنات کا منبع و مرجع قرار دیا گیا ہے تو وہ سارے مضمون کی اس طور پر تردید کرتے ہیں کہ ہم ڈاکٹر میوئر کے الفاظ میں یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ بعد کی ترمیمات ہیں۔ یہ صرف پوران ہی ہیں جو اسکو قادرِ مطلق ہستی قرار دیتے ہیں۔ اور ان میں سب سے پرانی کتاب ”وایو پران“ ہے جو صرف ۵۰۰ء میں بنائی گئی تھی۔ نیز مہا بھارت کے دوسرے حصوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کرشنؑ خود مہا دیو کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور اسی طرح ہم ایک اور کتاب ”دھرون پروان“ میں یہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ کرشنؑ اور ارجن نے اس خدا تعالیٰ کو جو قادرِ مطلق ہے سجدہ کیا ٭

کرشنؑ کے متعلق غلط فہمی

قطع نظر اس کے کہ ہندو قدیم سے جانوروں کی پرستش کرتے آئے ہیں یہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ انبیاءؑ کے الفاظ کو ہمیشہ ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موڑ توڑ لیا گیا۔ مثال کے طور پر تمام قرآنِ پاک میں جو بول رہا ہے وہ خدا ہے۔ لیکن یہ تمام الفاظ رسول کریم صلعم کے اپنے مُنہ سے نکلے۔ لیکن یہ ایک سخت غلطی ہوگی اگر ہم وہ تمام صفات جو خدا تعالےٰ کی ہیں آنحضرت صلعم کی طرف ہی منسوب کر دیں۔ اسی قسم کی چند ایک غلطیاں حضرت کرشن ؑ کی ذات کے متعلق بھی کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً جب وہ ایک جگہ کہتے ہیں "میں تمام چیزوں کا منبع ہوں۔ اور تمام کائنات مجھ سے جاری ہوئی ہے" تو یہ خدا ہے جو بول رہا ہے۔ یہاں پر "میں" (متکلم) حقیقت میں خدا تعالیٰ خود ہے۔ نہ کہ حضرت کرشن ؑ جو صرف ان الفاظ کے ناطق ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت کرشن ؑ نے دوسرے دیوتاؤں کی عبادت کرنے سے پُرزور الفاظ میں روکا ہے۔ اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرنیکی تلقین کی ہے۔ اب اِن "دوسرے دیوتاؤں" میں وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جن کو وہ خدا تصوّر کرتے ہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک عقلمند آدمی پہلے تو دوسروں کو انسانوں کی عبادت کرنے سے منع کر دے اور پھر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا اوتار کہکر عبادت کرنے کی تلقین کرے۔ پس صرف ایک ذاتِ واحد کے سوا دوسری کوئی چیز جس کی عبادت کی جاتی ہے کرشن ؑ کے نزدیک قابلِ قبول نہیں "وہ لوگ جن کے علم پر نفسانی خواہشات غالب آجاتی ہیں دوسرے دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں"

اب ہم دیکھتے ہیں یہ تمام خدا کو ایک ماننے والی تعلیم خدا کو انسان کے روپ میں بتلانے والی تعلیم سے کس حد تک مختلف ہے۔ لیکن ہمیں اس سے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہیئے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ گیتا اس غلطی سے پاک ہے بلکہ گیتا کرشن ؑ کو خدا بھی بتلاتی ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی گیتا کے دوسرے اندرونی حصص سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بعد کی تصریحات ہیں جس کا کرشن ؑ ذمہ دار نہیں ہے، کیونکہ یہ بالکل ناممکنات سے ہے کہ وہ انسان جو خدا کی توحید پر بار بار زور دیتا ہے اور سوائے اس معبود حقیقی کے دوسروں کی عبادت سے منع کرتا ہے۔ خود خدا بن جانے کا دعویٰ کرے! یہ ایک سخت الزام ہے جس سے کرشن ؑ کے دامن کو پاک کرنا لازمی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اوتار ہونیکا خیال ہی نبی کے اصلی کام کے منافی ہے۔ جو دنیا کو روحانیت سکھانے آتا ہے اور اُنکو قعرِ مادیت سے بچاتا ہے۔ لیکن جب وہ اوتار دوبارہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور اس کی روحانی تعلیم بھی مادیت کے غبار میں آجاتی ہے تو وہ اوتار لوگوں کو خدا ہی نظر آیا کرتا ہے۔ یہ ہم کو ہر ایک مذہبی تحریک میں نظر آتا ہے کہ جب کبھی کسی انسان کو خدا سمجھا جاتا ہے تو اس کی وفات کے بعد ہی ہوتا ہے گیتا خود کہتی ہے "وہ نادان ہیں وہ جو مجھ کو خدائی طاقتوں والا خیال کرتے ہیں حالانکہ میں ایسا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہوں"۔ یہاں پر خدائی دعویٰ کی صاف طور پر تردید کی گئی ہے۔

کرشنؑ نے تناسخ کی تعلیم نہیں دی

ایک دوسرا قابل اعتراض مسئلہ جو گیتا میں کرشنؑ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے مسئلہ تناسخ ہے۔ اب ہم کو دیکھنا ہے کہ آیا یہ مسئلہ بھی کرشنؑ کی دوسری تعلیمات کے ساتھ شامل ہے یا نہیں۔ مسئلہ تناسخ ایک طرف تو چاہتا ہے کہ خدا روح کا پیدا کرنیوالا نہ ہو۔ اور دوسری طرف یہ کہ نجات عارضی ہو۔ یہ بات ایسی صاف اور واضح ہے کہ اسپر بحث ہی فضول ہے۔ اب یہ دونو باتیں جہاں تک کہ ہم نے گیتا میں تلاش کی ہیں نہیں ملتیں یہ تو پہلے بتایا جا چکا ہے کہ کرشنؑ صدق دل سے اس بات پر ایمان رکھتے تھے اور تعلیم دیتے تھے کہ خدا تعالیٰ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے اور یہ کہ وہ کائنات کا منبع ہے جہاں سے ہر چیز جاری ہوتی ہے یہ تعلیم تو اظہر من الشمس ہے۔ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے اس لئے ہم ایک بڑی ناانصافی کے مرتکب ہونگے اگر ہم حضرت کرشنؑ کی اس واضح تعلیم کے خلاف کوئی اور مسئلہ آپؑ کی طرف منسوب کریں۔ ساری کی ساری گیتا میں خدا تعالیٰ کے خالق ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اس لئے اگر کوئی بیان ایک یا دو دفعہ اس امر کا آئے کہ روح کا پیدا کرنے والا کوئی نہیں تو ہم اسے بعد کی ترمیم کہینگے۔ حقیقی نجات بھی کرشنؑ کے نزدیک ازلی و ابدی ہے۔

"وہ جس کی روح بیرونی تعلق سے جدا ہے اپنے آپ میں مسرّت محسوس کریگا۔ اس کی رُوح جب برہمہ کی اطاعت میں لگ جائیگی تو ابدی راحت حاصل کریگی کیونکہ وہ راحتیں جو ان تعلقات سے پیدا ہوتی ہیں دُکھ کے جال ہیں۔ وہ پیدا ہوتی ہیں اور ختم ہو جاتی ہیں اے کنتی کے بیٹے! کوئی عقلمند آدمی ان سے خوشی حاصل نہیں کر سکتا" (۷-۲۱-۲۲)

"کیونکہ حقیقی مسرّت یوگی کو صرف اسوقت حاصل ہوتی ہے جبکہ اس کا قلب مطمئن ہو اور اس میں نفسانی خواہشات موجود نہ ہوں اور وہ گناہ سے پاک ہو کر برہمہ سے مل جائے پس اس طرح یوگی گناہ سے مبرّا ہو کر برہمہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے مل جائے تو وہ برہمہ کے ساتھ ہمیشہ کی راحت حاصل کرلیگا" (۱۷-۲۷-۲۸)

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ کرشنؑ دو قسم کی نجات کے لئے کہتے ہیں ایک عارضی نجات اور دوسری مستقل نجات۔ یہ تسلیم کیا جائیگا۔ کہ نجات کے معنی ہیں گناہوں سے رہائی اور خدا سے ملاقات۔ انہیں معنوں میں گیتا نے بھی یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ اس لئے عارضی نجات کے یہ معنی ہوئے کہ گناہوں سے عارضی رہائی اور خدا تعالیٰ سے عارضی ملاقات۔ لیکن کرشنؑ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ مندرجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بالا حوالوں کے مطابق ان کا نظریہ یہ ہے کہ قادر مطلق خدا سے اس کا تعلق ہمیشہ کے لئے رہیگا لیکن پھر وہ ان لوگوں کی عارضی راحت کا بھی ذکر کرتے ہیں جو دوسرے دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں گیتا میں ان کا نام بھی جنّت کا آرام رکھا گیا ہے البتہ یہ حقیقی و ابدی جنّت نہیں بلکہ اندرا اور دوسرے دیوتاؤں کی سفلی جنّت ہے جن کی عبادت سے کرشنؑ نے زوردار الفاظ میں منع فرمایا ہے۔ اس لئے یہ راحتیں حقیقی جنّت کی راحتیں نہیں ہیں۔ اور نہ یہ حالت حقیقی نجات کی حالت کہی جا سکتی ہے۔ ان راحتوں کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے ہم گیتا کا ایک حوالہ دیتے ہیں:-

"تین مقدس کتابوں (ویدوں) کی پیروی کرتے ہوئے اور اپنی نفسانی خواہشات کو چاہتے ہوئے وہ صرف وہ چیز حاصل کرتے ہیں جو آنی جانی ہے۔ مَیں حقیقی راحت کا یقین لایا ہوں اُن کے لئے جو میری عبادت کرتے ہیں اور دوسرے دیوتاؤں سے پناہ نہیں مانگتے بلکہ ہمیشہ میری پیروی سچے دل سے کرتے ہیں۔" (ix - ۲۱ - ۲۲)

یہاں ان عارضی راحتوں کا ذکر صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ اگرچہ وہ مقدس کتب کی پیروی کرتے ہیں مگر پھر بھی وہ اپنی حرص و ہوا کے غلام ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کی تلاش نہیں کرتے بلکہ بہتوں کو پوجتے ہیں۔ اس لئے وہ گناہوں سے پاک نہیں ہو سکتے اور نہ خدا کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اسلئے وہ اس حقیقی نجات کو حاصل نہیں کر سکتے جس کی انسان تلاش کرتا ہے وہ صرف وہی راحت حاصل کرتے ہیں جو "آنی جانی" ہے اور یہ وہ حقیقی مسرت نہیں جس کو ایک خدا کا حقیقی عابد اس کی رضا حاصل کر کے پا سکتا ہے۔ اس لئے یہ ایک فریب خوردہ تسلی ہے جس کو جھوٹے خداؤں کی عبادت کرنیوالے ایک وقت کیلئے حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن جلد ہی اس سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا سہارا کمزور ہے جس خدا پر وہ بھروسہ رکھتے ہیں کچھ حقیقت نہیں رکھتا پس اسطرح ان کی راحت بھی جس کو وہ تھوڑے عرصے کے لئے پاتے ہیں جلد ہی غم اور اندوہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ گیتا میں آگے لکھا ہے:-

"لیکن یہ انسان مجھے درحقیقت نہیں دیکھتے۔ اور اس لئے پھسل جاتے ہیں اور وہ جو دیوتاؤں پر دھرم باندھتے ہیں دیوتاؤں کے پاس جائینگے اور جو صرف میری عبادت کرتے ہیں میری طرف آئیں گے۔"

ایک اور جگہ آتا ہے کہ جو حرص و ہوا میں بہ جاتے ہیں وہ دوسرے دیوتاؤں کی طرف ہی جاتے ہیں۔ پس اُن کی نجات، حقیقی نجات ہرگز نہیں۔ اور وہ دھوکے میں ہیں جبکہ وہ جنّت سمجھتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ حقیقت میں وہ دوزخ ہے۔ " کیونکہ وہ راحتیں جو ان تعلقات سے پیدا ہوتی ہیں اصل میں دُکھ کے جال ہیں" (۷-۲۳)

پس جو کچھ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت کرشنؑ نے ہرگز عارضی نجات کی تعلیم نہیں دی اُن کے نزدیک نجات حاصل کرنے کا حقیقی راستہ وہی ہے جو اسلام نے بتلایا ہے۔ ایک گنہگار آدمی جنت سے محروم نہیں ہوجاتا اگر وہ اپنے نفس کو پاک کرے۔ اور اس سے ہندؤں کو اختلاف ہے جو مسئلہ تناسخ پر ایمان رکھتے ہیں۔

" اگر کوئی گنہگار شخص میری عبادت سچے دل سے کرتا ہے تو اس کو نیک آدمی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس نے صداقت کو جانچ لیا۔ اور وہ جلد ہی پاک باز بن جائیگا اور ابدی راحت کو پالیگا۔ یقین کرلے اے کنتی کے بیٹے! جو کوئی میری عبادت کرتا ہے فنا نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ جو مجھ میں پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ اے پرتھا کے لڑکے خواہ وہ عورت ہو۔ ویش ہو یا شودر۔ وہی بلند کیئے جائینگے" (۹-۳۰-۳۲)

یہ بات مسئلہ تناسخ کی جڑ میں کلہاڑا مارتی ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ کی رُو سے کوئی پاپی نجات حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ وہ بے شمار جُونوں کے سلسلہ میں سے نکل نہ آئے۔ اور نہ ہی اسکی رُو سے کوئی عورت اس بلندی کو پہنچ سکتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں کی تعلیم کا اصلی مقصد اور اس کے حصول کے ذرائع ایک ہی ہوتے ہیں۔ جب سے خدا تعالیٰ نے اپنے بندے سے کلام کیا۔ اس نے نجات کا صرف ایک طریقہ بتادیا کہ وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔ اسی پر تمام پیغمبروں نے زور دیا ہے اور اسی پر عمل کرنے سے یہ ممکن ہے کہ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے۔ مختلف انبیاءؑ کی اس تعلیمی مماثلت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تعلیمات ایک ہی منبع سے جاری ہوئی ہیں۔ وہ منبع جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہے۔ ہاں اس مشابہت سے مختلف قسم کے نتائج اخذ کرلئے گئے ہیں۔ مثلاً عیسائی مشنریوں نے یہ کوشش کی ہے کہ مسیحؑ اور کرشنؑ کی تعلیم میں خاص تعلق ظاہر کیا جائے۔ وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ کرشنؑ نے مسیحؑ کی نقل کی ہے۔ یہ صرف ان خیالات کی بنا پر ہے جو دو قومیں آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ خدا کی طاقت اتنی محدود ہے کہ وہ اپنی مرضی سوائے بنی اسرائیل کے نہیں ظاہر کرسکتا تھا۔ یا سوائے مسیحؑ کے اور کوئی شخص اسے قابل نظر نہ آیا۔ اور اگر نقل کرنے کا سوال سامنے آئے تو ہم کیوں نہ کہیں کہ مسیحؑ نے کرشنؑ کی تعلیمات کی نقل کی ہے؟ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ہر قوم کو خدا تعالیٰ نے ہدایت نامہ بھیجا جس کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عدم موجودگی میں اُن کا جہالت کے گڑھے سے نکلنا ناممکن تھا۔ کرشنؑ ہندوؤں کے لئے بھیجا گیا۔ اور اس نے ان کو وہی ہدایت دی جو دوسرے پیغمبرؑ اپنی اپنی قوموں کو دیا کرتے تھے۔ یعنی خدا کی مرضی کے مطیع ہو جانا۔ اپنی نفسانی خواہشات اور شہوات کو روکنا۔ اور اپنے نفس کا تزکیہ کرنا یہی کرشنؑ کی تعلیم ہے۔ غلطیاں اس میں بیشک داخل ہو گئی ہیں۔ لیکن ایسا ہونا بھی ضروری تھا۔ کیونکہ یہ ایک پیشگوئی تھی کہ لوگ کرشنؑ کی حقیقی تعلیم سے غافل ہو جائینگے اور دنیا پر گمراہی چھا جائیگی اور ان غلطیوں کو زائل کرنے کے لئے کرشنؑ کی روحانیت دوبارہ ظاہر ہوگی۔ یہ تمام وعدے پورے ہو گئے۔ اور مبارک ہیں وہ جنہوں نے خدا کے رسول کو دوبارہ پہچان لیا۔ اور جنہوں نے صداقت تھام لی کیونکہ ابدی راحت کے وارث وہی بنیں گے ٭

خاتمہ عیسائیوں کے تتبع میں بعض جلد باز مسلمان بھی یہ خیال کر لیتے ہیں کہ کرشن خدا کا نبی نہ تھا اور نہ ہی کوئی رسول آجتک ہندوستان میں مبعوث ہوا ہے قرآن پاک ہمیں پُکار پُکار کر کہتا ہے کہ حضرت محمدؐ صلعم سے پیشتر بھی ہر قوم میں نبی بھیجے گئے۔ اور وہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ ایسے نبی بھی آئے جن کا ذکر اس میں نہیں کیا گیا جب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں نے کس طرح حضرت مسیحؑ کی تعلیم کو ماضئ قریب میں ہی بدل دیا۔ تو یہ ناممکن نہیں ہے بلکہ آفتاب کی طرح روشن ہے کہ کرشنؑ کی پاکیزہ اور خالص تعلیمات میں بھی زمانے کے گذرنے سے غلطیوں اور گمراہیوں نے اپنا گھر کر لیا جیسے یہ بہت مشکل ہے کہ یسوع مسیح کی مفروضہ اور خیالی تعلیم کے اثر کے ماتحت ہم اس کو خدا کا سچا نبی تسلیم کر لیں۔ ویسے ہی یہ بھی کہیں زیادہ دشوار ہے کہ ہم کرشنؑ کو اس کی تعلیم کی اغلاط کی دُھند میں سے پہچان سکیں۔ لیکن صداقت کہتی ہے کہ باوجود ان مشکلات کے کرشنؑ کی تعلیم میں مقدس جذبات پائے جاتے ہیں۔ جس کو سوائے خدا کے کسی اور طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ یہ مانے بغیر چارہ ہے کہ وہ خدا کا سچا نبی تھا جس نے توحید حق کی تعلیم دی اور ساتھ ہی حیات بعد ممات اور ابدی نجات کی بھی خبر دی ٭

(ترجمہ ریویو انگریزی) جنید ہاشمی بی اے

وی پی انکاری واپس کرنیوالے

جن اصحاب نے ریویو آف ریلیجنز اُردو کے وی پی واپس کر دیئے تھے وہ مہربانی فرما کر چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرمائیں۔ بغیر روپے کے رسالہ وقت پر چھاپ کر بھجوانے میں دقتیں پیش آنیکا احتمال قوی ہے ٭

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیروزگاری کے دُور کرنیکے لئے دستکاریاں

(۱) DRY BATTERIES ڈرائی بیٹری۔ جو کہ بجلی کے ہاتھ لیمپوں یا ٹارچ میں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ عموماً آجکل ہندوستان کے کئی مقامات پر بن رہی ہے۔ اور ان کی مانگ اسقدر ہے۔ کہ بایں ہمہ لاکھوں روپیہ کی ممالک غیر سے آتی ہے ۔

(۲) بجلی کی ٹارچیں یعنی لیمپ۔ ایک سادہ بناوٹ کے ہوتے ہیں۔ اور آسانی سے ملک میں بنائے جا سکتے ہیں ۔

(۳)۔ TIN PACKING MATERIAL پیکنگ سامان یعنی ڈبے وغیرہ ٹین کی پلیٹیں حسب منشاء کاٹنے کی مشین۔ ہندوستان کے کارخانوں سے بنوائی جا سکتی ہیں جن سے چائے کے ڈبے۔ چھوٹی ڈبیاں اور دیگر ضروری سامان متعلقہ بہت خوبی سے بنایا جا سکتا ہے ۔

(۴)۔ TIN TOYS۔ ٹین کے کھلونے بنانے کی مشینیں بھی مل سکتی ہیں۔ دہلی میں بن رہی ہیں جو ٹین کے ٹکڑے مفصلہ بالا کام سے فالتو ہوں وہ اس کام میں لائے جا سکتے ہیں۔ ITEM 2 بھی اس کا ایک حصہ متصور ہو سکتی ہے ۔

(۵) GLAZED VESSELS روغنی بیام وغیرہ ان کے لئے مصالحہ کچا دہلی وغیرہ مقامات سے میسر ہو سکتا ہے۔ ریلوے فریٹ وغیرہ اسقدر زیادہ ہے۔ کہ پنجاب میں مہنگے بکتے ہیں اگر ان کا بنانا پنجاب میں شروع کیا جاوے تو ایک کافی فائدہ مند کام ثابت ہو سکتا ہے ۔

(۶) Paint Colours and Varnishes لکڑی وغیرہ پر رنگ کرنے کے لئے مصالحہ تیار کیا جا سکتا ہے۔ کچا مصالحہ عام طور پر مل سکتا ہے ۔

(۷) IRON WORKS CUTLERY چاقو۔ چھریاں۔ عام بنائی جاتی ہیں۔ لیکن غیر ممالک سے بھی بے شمار مال آتا ہے۔ اگر اچھے پیمانہ پر کام چلایا جاوے تو بہت کام چل سکتا ہے۔ لیکن لوہا کے کام میں سیونگ مشینز کی ساخت بہت سادی ہے اور آسانی سے ملک میں تیار ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی خاص پُرزہ اسجگہ نہ بن سکے تو وہ غیر ممالک سے منگوایا جا سکتا ہے ۔

(۸) BUTTON MANUFACTURING بٹن سیپ اور عنبری کے آسانی سے بنوائے جا سکتے ہیں کچا مال عام مل سکتا۔ اسکو COTTAGE INDUSTRY کے طور پر عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ معمولی دستی پریسوں سے یہ کام ہو سکتا ہے

(۹) ریشمی۔ اونی اور سُوتی پارچات کے بُننے کا کام ہاتھ میں لیا جا سکتا ہے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیروزگاری کے دُور کرنیکے لئے دستکاریاں

(۱) DRYBATTERIES ڈرائی بیٹری۔ جوکہ بجلی کے ہاتھ لیمپوں یا ٹارچ میں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ عموماً آجکل ہندوستان کے کئی مقامات پر بن رہی ہے۔ اور ان کی مانگ اسقدر ہے۔ کہ بایں ہمہ لاکھوں روپیہ کی ممالک غیر سے آتی ہے ؛

(۲) بجلی کی ٹارچیں یعنی لیمپ۔ ایک سادہ بناوٹ کے ہوتے ہیں۔ اور آسانی سے ملک میں بنائے جا سکتے ہیں ؛

(۳)۔ TINPACKINGMATERIAL پیکنگ سامان یعنی ڈبے وغیرہ ٹین کی پلیٹیں حسب منشاء کاٹنے کی مشین۔ ہندوستان کے کارخانوں سے بنوائی جا سکتی ہیں جن سے چائے کے ڈبے۔ چھوٹی ڈبیاں اور دیگر ضروری سامان متعلقہ بہت خوبی سے بنایا جا سکتا ہے۔

(۴)۔ TIN TOYS- ٹین کے کھلونے بنانے کی مشینیں بھی مل سکتی ہیں۔ دہلی میں بن رہی ہیں جو ٹین کے ٹکڑے مفصلہ بالا کام سے فالتو ہوں وہ اس کام میں لائے جا سکتے ہیں۔ TEMS بھی اس کا ایک حصہ متصور ہو سکتی ہے ؛

(۵) GLAZED VESSELS روغنی بیام وغیرہ ان کے لئے مصالحہ کچا دہلی وغیرہ مقامات سے میسر ہو سکتا ہے۔ ریلوے فریٹ وغیرہ اسقدر زیادہ ہے۔ کہ پنجاب میں مہنگے بکتے ہیں اگر ان کا بنانا پنجاب میں شروع کیا جاوے تو ایک کافی فائدہ مند کام ثابت ہو سکتا ہے ؛

(۶) Paint Colours and Varnishes لکڑی لوہا پر رنگ کرنے کے لئے مصالحہ تیار کیا جا سکتا ہے۔ کچا مصالحہ عام طور پر مل سکتا ہے ؛

(۷) IRONWORKSCUTLERY چاقو۔ چھریاں۔ عام بنائی جاتی ہیں۔ لیکن غیر ممالک سے بھی بے شمار مال آتا ہے۔ اگر اچھے پیمانہ پر کام چلایا جاوے تو بہت کام چل سکتا ہے لیکن لوہا کے کام میں سیونگ مشین کی ساخت بہت سادی ہے اور آسانی سے ملک میں تیار ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی خاص پُرزہ اسجگہ نہ بن سکے تو وہ غیر ممالک سے منگوایا جا سکتا ہے۔

(۸) BUTTON MANUFACTURING بٹن سیپ اور عنبری کے آسانی سے بنوائے جا سکتے ہیں۔ کچا مال عام مل سکتا۔ اسکو COTTAGE INDUSTRY کے طور پر عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ معمولی دستی پریسوں سے یہ کام

(۹) ریشمی۔ اونی اور سوتی پارچہ جات کے بُننے کا کام ہاتھ میں لیا جا سکتا ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افادات الفریدی

(نمبر ۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرآن کریم کے رُو سے بھی یہ عقیدہ اور قول بالکل درست ✤ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ دنیا دار الابتلاء ہے۔ اور آخرت دار الجزاء ہے۔ لیکن اس عقیدے سے حضرت عیسیٰؑ کا چوتھے آسمان پر بہشت میں دو ہزار سال سے اوپر عرصہ تک خاکی جسم کے ساتھ زندہ رہنا باطل ہو گیا ہے۔ قرآن کریم میں وارد ہے۔ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۝ (مریم ع ۲) ترجمہ جب تک میں (عیسیٰؑ) زندہ رہوں مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کیا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰؑ چوتھے آسمان پر بہشت میں خاکی جسم کے ساتھ زندہ ہیں۔ تو وہ حسب منطوق آیت مذکورہ بالا لازمی طور پر نماز بھی ادا کرتے ہونگے اور زکوٰۃ بھی دیتے ہونگے مگر اوپر ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ "بہشت ایسی اچھی جگہ ہے۔ پر اس میں نماز نہیں" اور اس میں زکوٰۃ ادا کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ کس چیز کی زکوٰۃ ادا کریں اور کس کو زکوٰۃ دیں۔ پھر وہ بہشت ہی کیا ہوا ✤ اگر وہاں بھی اس دنیا کی طرح محتاج اور مساکین اور غرباء ہوں۔ غرضیکہ حضرت عیسیٰؑ بہشت میں نہ تو اب نماز ادا کرتے ہیں اور نہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اس لئے حسب منطوق آیت مندرجہ بالا وہ خاکی جسم کے ساتھ زندہ بھی نہیں۔ کیونکہ نماز ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے ساتھ لازم و ملزوم ہے ۹

(۵) پھر حضرت باوا صاحبؒ نے ایک بزرگ صاحب نعمت کی زبانی حکایت فرمائی:-

"کہا اے درویش حضرت عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب چوتھے آسمان کے اوپر پہنچے۔ فرمان ہوا۔ کہ اس کو وہیں رکھو کہ دنیا کی آلائش اس پر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چند چیزیں فقیری کی تھیں یعنی ایک پیالہ لکڑی کا اور سوزن ان کے خرقہ میں تھی۔ نعرہ مارا اور کہا اس کو کیا کروں فرمان ہوا کہ تُو نے اپنے پاؤں میں خود بسولا مارا کہ آنے کے وقت کاسہ اور سوزن کیوں لایا کیوں نہ پھینک دی پس یہیں رہ" (جواہر فریدی صفحہ ۲۰۶)

✤ حاشیہ۔ فرمایا لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ (فاطر ع ۴) ترجمہ۔ ہم کو اس میں کوئی تکلیف نہ چھوئیگی اور نہ اس میں کوئی تکان پہنچیگی۔ منہ

✤ حاشیہ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ (یٰس ع ۴) ترجمہ۔ اس میں ان کے واسطے میوہ ہوگا۔ اور ان کے واسطے جو مانگیں سو ملے۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کو چوتھے آسمان پر ہی رہنے کا حکم ہے۔ اور حدیث معراج سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر بہشت میں حضرت یحییٰؑ کے ہمراہ ایک ہی مقام پر رہتے ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ جو شخص بہشت میں داخل کیا جاتا ہے۔ پھر وہ اس سے کبھی خارج نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ لَا یَمَسُّهُمْ فِیهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ (الحجر ع۴) یعنی بہشت میں داخل ہونے والے ہر ایک رنج اور تکلیف سے رہائی پا گئے۔ اور وہ کبھی اس سے نکالے نہیں جاوینگے۔ پس حضرت عیسیٰؑ کو چوتھے آسمان پر بہشت میں رہنے کا حکم ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ اب وہیں رہینگے۔ اور وہ بہشت میں سے نکالے نہیں جائینگے۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ آخری زمانہ میں آسمان سے زمین پر نازل ہونگے وہ قرآن کریم کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں گویا وہ یہ تجویز کرتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کچھ عرصہ کیلئے بہشت سے نکالے جائینگے۔ نعوذ باللّٰہ من ذٰلک۔ "پس ہمیں رہ" والا حکم بالکل درست ہے۔ وہ بہشت میں سے نکالے نہیں جائینگے۔ اور نہ وہ آخری زمانہ میں آسمان سے زمین پر اترینگے۔

(۹) پھر حضرت باوا فرید رحمۃ اللّٰہ علیہ نے حضرت نظام الدین بدایونی رح کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:- 10

"جس کی خاطر تمام مخلوقات پیدا کی گئی اور جس کی دوستی کی خاطر حق تعالیٰ نے اپنی سلطنت ظاہر کی۔ اسے اس جہان سے اٹھا لیا گیا۔ تو ہم تم کس گنتی میں ہیں۔ پس ہمیں بھی مُردہ ہی خیال کرنا چاہیئے۔ ہاں توشہ کی تدبیر کرنی چاہیئے۔ (راحت القلوب صفحہ ۸۱)

حضرت حسان بن ثابت نے آنحضرت صلعم کے لئے بعینہٖ اسی مفہوم کا مرثیہ بنایا تھا:-

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ ✤ فَعَمِیَ عَلَیْكَ النَّاظِرُ

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْیَمُتْ ✤ فَعَلَیْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی تو میری آنکھوں کی پتلی تھا میں تو تیری موت سے اندھا ہو گیا۔ اب بعد اسکے جو چاہے مرے مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ اس شعر میں حسان بن ثابت نے تمام نبیوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی طرح حضرت باوا صاحب صاحبؒ نے بھی مذکورہ بالا حوالہ میں آنحضرت صلعم کی وفات کا ذکر اس انداز پر فرمایا ہے۔ جس میں تمام نبیوں کی موت کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ پس حضرت عیسیٰؑ بھی وفات کے بعد اس جہان سے اٹھائے گئے۔ عام خطبوں میں یہ شعر زبان زد خلائق ہیں ؎

ع کجا شد عیسیٰ مریم کہ مُردہ زندہ مے کردے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ع اور عیسیٰؑ کہاں موسیٰؑ کہاں اس بات کا ہے سب کو غم۔

لکھو کے والے بزرگ تفسیر محمدی میں لکھتے ہیں:۔ ؎

جویں پیغمبر گذرے سارے زندہ رہیا نہ کوئی ✣ تویں محمدؐ رہے نہ دائم موت بتیاں سر ہوئی
جو پیو دے نال مشابہ بیٹا ہوندا اسکا کوئی ✣ زندہ رب ہمیشہ نہ مرسی موت عیسیٰ نوں ہوئی

فصل چہارم

معراج

منجملہ افادات حضرت باوا فرید گنجشکرؒ ایک مسئلہ معراج بھی ہے۔ ہم اس مسئلہ پر کسیقدر تفصیل سے لکھتے ہیں۔ تاکہ بخوبی ظاہر ہو جائے۔ کہ معراج خاکی جسم سمیت نہیں تھا۔ بلکہ منامی اور کشفی تھا۔ اور روحانی جسم کے ساتھ تھا۔

(۱) حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ "جبکہ میں مکہ میں تھا۔ تو ایک رات میرے گھر کی چھت پھٹ گئی۔ اور جبرائیلؑ اُترے۔ جنہوں نے (پہلے) میرے سینے کو
11 چاک کرکے آبِ زمزم سے دھویا پھر ایک طشت سونے کا حکمت اور ایمان سے بھرا ہؤا لائے اور اُسے میرے سینے میں ڈالدیا بعدازاں سینہ کو بند کر دیا۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمان پر چڑھا لے گئے"..... الخ (تجرید البخاری حصہ اوّل ۲۷ج)

(۲) حضرت مالکؓ بن صعصعہ سے روایت ہے۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا "اس حال میں کہ میں حطیم میں لیٹا ہؤا تھا۔ اور کبھی وہ کہتے تھے۔ کہ حجر میں تھا۔ کہ یکایک میرے پاس ایک آنیوالا آیا۔ اور اس نے (میرا سینہ) یہاں سے لیکر یہاں تک چاک کر ڈالا (راوی کہتا ہے۔ یعنی حلقوم سے لیکر زیر ناف تک) پھر اس نے میرا دل نکالا بعد ازاں میرے پاس ایک سونے کا طشت لایا گیا۔ جو ایمان سے بھرا ہؤا تھا۔ اور میرا دل دھویا گیا۔ اور پھر اسے ایمان سے بھرا گیا۔ بعد اسکے (اپنی جگہ) رکھ دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا۔ جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔ اور وہ سفید رنگ کا تھا"..... میں اس پر سوار ہوا۔ پھر جبرائیل مجھے آسمان دنیا پر لے پہنچے..... الخ (تجرید البخاری حصہ دوم ۴۸ج)

ان دونو روایتوں کے حصہ مشترک پر نظر غائر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ معراج منامی اور کشفی تھا۔ اور یہ تمام معاملہ خاکی جسم کے ساتھ نہیں ہؤا۔ (۱) چھت پھٹنے کے ظاہری نتائج ظاہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ ہوئے۔ چھت کا ملبہ آنحضرت صلعم کے اوپر نہیں گرا۔ اور نہ مکان کے اندر گرا۔ اور نہ اسے کسی اور شخص نے گرا ہوا دیکھا۔ اور نہ پھٹی ہوئی چھت کی کبھی مرمت ہوئی۔ اور نہ ہی معراج کے ثبوت میں پھٹی ہوئی چھت کسی کو دکھائی گئی۔ قریش نے معراج کی تکذیب کی تھی۔ کم از کم انکو ہی پھٹی ہوئی چھت دکھائی ہوتی۔ پھر حضرت جبرائیلؑ تو فرشتہ اور رُوح تھا۔ وہ ظاہری مٹی اور گھاس پھونس کی چھت کے پھاڑنے کے بغیر ہی آنحضرت صلعم کے پاس مکان کے اندر داخل ہو سکتا تھا۔ یہ مٹی اور کیچڑ کی چھتیں حضرت جبرائیل کے لئے سدِ راہ نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ چھت پھٹنے کا واقعہ صرف کشفی اور منامی حالت میں ہی ہو سکتا ہے ✤

(ب) پھر حضرت جبرائیلؑ کا اترنا اور آنا بھی روحانی امور ہیں۔ نہ کہ جسمانی۔ ہماری جسمانی آنکھیں فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتیں البتہ روحانی آنکھیں ضرور دیکھ سکتی ہیں۔ تجربہ شاہد ہے ✤

(ج) آنحضرت صلعم کا سینہ حلقوم سے زیرِ ناف تک چاک کر ڈالنا۔ اور پھر اس میں سے دل کا نکال لینا اور پھر اسکو آبِ زمزم سے دھونا وغیرہ یہ تمام عمل ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ تمام معاملہ روحانی اور کشفی ہے۔ ورنہ اگر یہ تمام عمل جراحی کسی بشر پر کیا جائے۔ تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ۱۲
ہے۔ کہ اسے کسقدر دکھ اور درد محسوس ہو۔ اور اس کا کسقدر خون نکل جائے۔ اور کسقدر عرصہ میں اسکے زخم مندمل ہوں۔ اور پھر آیا سینہ میں سے دل نکالا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اور آیا جسمانی دل پانی سے دھویا جا سکتا ہے۔ تو وہ از سرِ نو جسم میں کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یا نہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ اس قسم کے سوالات ہیں۔ جن کے جواب ذرا بھی مشکل نہیں۔ پھر کیا یہ بات تعجب انگیز نہیں۔ کہ سفر طائف میں عبد یالیل کے آوارہ آدمیوں کے پتھروں سے آنحضرت صلعم کا سارا بدن لہولہان ہو گیا۔ اور جنگ احد میں حضورؐ کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ اور دانت مبارک شہید ہو گیا۔ مگر معراج میں حضرت جبرائیل کے اس عمل جراحی سے حضورؐ کے جسم مبارک پر کوئی نشان نہ پڑا۔ اور نہ لہو نکلا۔ اور نہ کوئی درد محسوس ہوا۔ اور نہ کسی مرہم پٹّی کی ضرورت پڑی۔ آخر یہ تفاوت کیوں ہے۔ کیا یہی نہیں کہ معراج منامی اور کشفی تھا۔ اور خاکی جسم کے ساتھ نہیں تھا ✤

(د) پھر دل دھونے کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ وہ دل جس میں ہر دم خون کا دَورہ رہتا ہے۔ اور جس کی حرکت بند ہو جانے سے انسان پر موت طاری ہو جاتی ہے۔ اس کا جسم سے باہر نکال لینا اور پھر آبِ زمزم سے دھونا حیرت انگیز ہے۔ کیا اس دل میں دھونے کے بعد پھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خون کی حرکت جاری تھی یا بند تھی - اگر جاری تھی - تو آبِ زمزم نے اس جسمانی دل کو کیا فائدہ پہنچایا - پھر کیا آبِ زمزم آنحضرت صلعم کے قلب صافی سے زیادہ مصفّٰی تھا؟ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو گے - تو معلوم ہو جائیگا - کہ یہ آنحضرت صلعم کا روحانی دل تھا - جو کہ روحانی آبِ زمزم سے دھویا گیا تھا *

(ھ) پھر حکمت اور ایمان سے بھرا ہُوا سونے کا طشت بھی ظاہر کرتا ہے کہ یہ سب معاملہ روحانی تھا - ورنہ کوئی ثابت کرے - کہ آیا حکمت اور ایمان بھی کوئی جسمانی امور ہیں - جو کسی سونے کے طشت میں زردے اور پلاؤ کی طرح رکھے جا سکتے ہیں - اور اگر نہیں - اور ہرگز نہیں - تو پھر کیا وہ سونے کا طشت بھی روحانی ہُوا یا نہیں؟ ورنہ کوئی ثابت کرے - کہ معراج کے بعد وہ سونے کا طشت کہاں گیا - اور آنحضرت صلعم کے سوائے کس نے دیکھا - اور کس نے ورثہ میں پایا - آنحضرت صلعم کی انگوٹھی تو حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک موجود تھی - اور بالآخر گم ہو گئی - مگر حضرت جبرائیلؑ کا پیشکردہ سونے کا طشت بے نام و نشان ہے - آخر کیوں؟ ذرا سوچو *

(و) اور پھر آسمانوں میں بعض انبیاء علیہم السّلام سے ملاقات اور گفتگو بھی ظاہر کرتی ہے کہ معراج روحانی اور کشفی تھا - اور خاکی جسم کے ساتھ نہیں تھا - آنحضرت صلعم نے حضرت آدمؑ - یحییٰؑ - عیسیٰؑ - یوسفؑ - ادریسؑ - ہارونؑ - موسیٰؑ - ابراہیمؑ - انبیاء علیہم السّلام ✤ کو شبِ معراج میں آسمانوں میں دیکھا اور ان سے ملاقات کی اور ان سے گفتگو کی - اور پھر ان میں سے بعض کے حلیے بھی بتائے - مثلاً موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے حلیے * بھی بتائے - اور ان سب انبیاءؑ کو آسمانوں میں جسم سمیت دیکھا تھا - اور سب کو یکساں حالت میں دیکھا تھا - اور حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو ایک ہی آسمان میں اور ایک ہی مقام میں یکساں حالت میں دیکھا تھا - لیکن جسمانی معراج کے قائلین مسلمہ طور پر یہ اعتقاد رکھتے ہیں - کہ حضرت عیسیٰؑ کے سوائے باقی تمام انبیاءؑ کے اجسام زیرِ زمین مدفون ہیں - اور آسمانوں میں انکی صرف ارواح ہیں - تاہم آنحضرت صلعم

✤ حضرت آدمؑ کے سوائے ان تمام انبیاء علیہم السّلام کی مادری زبان عبرانی تھی - وہ سب عربی زبان سے بالکل ناواقف تھے - تاہم آنحضرت صلعم ان سب سے عربی زبان میں گفتگو کرتے ہیں - اور وہ بھی عربی زبان مادری زبان کی طرح بولتے ہیں - اس سے بھی ظاہر ہے - کہ معراج منامی اور کشفی تھا - ورنہ بتایا جائے - کہ ان سب انبیاء علیہم السلام کو کس طرح عربی زبان آ گئی - منہ

* حاشیہ - ابن عمرؓ سے روایت ہے - کہ فرمایا ﷺ میں نے (شبِ معراج میں) عیسیٰؑ موسیٰؑ اور ابراہیمؑ کو دیکھا پس عیسیٰؑ تو سُرخ رنگ پیچدار بالوں والے اور چوڑے سینے کے ہیں اور موسیٰؑ گندمی رنگ کے جسم کے آدمی اور سیدھے بال والے ہیں - کہ گویا قبیلہ زطّ کے لوگوں میں سے ہیں - (تجرید البخاری حصہ دوم ۵ ح ۲۵۴) ع سید جدا کند ز مسیحائے احمرم - منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے انکو شبِ معراج میں یکساں طور پر جسموں کے ساتھ دیکھا۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ لطیف نوری جسم تھے۔ نہ کہ کثیف خاکی جسم۔ جیسا کہ عالم خواب میں لطیف نوری جسموں کا مشاہدہ عام طور پر کرنے میں آیا ہے۔ اور خواب میں جسم ہی معلوم ہُوا کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خاکی کثیف جسم نہیں ہوتے پس آنحضرت صلعم بھی اسی قسم کے نوری جسم سمیت آسمانوں میں تشریف لے گئے تھے۔ یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حضرت عیسیٰؑ بھی آسمان میں حضرت یحییٰؑ اور دیگر انبیاء کی طرح بعد وفات اپنے نوری جسم کے ساتھ تھے ورنہ ان میں اور دیگر انبیاء علیہم السّلام میں کوئی نہ کوئی امتیاز ضرور ہوتا۔ جس سے ثابت ہوتا۔ کہ وہ خاکی کثیف جسم کے ساتھ ہیں۔ کسی امتیاز کا نہ ہونا ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کا بھی رفع روحانی ہُوا تھا۔ نہ کہ رفع جسمانی۔

چنانچہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں:۔

"پیغمبر گفت اندر شب معراج آدم صفی و یوسف صدیق و موسیٰ کلیم اللہ و ہارون علیہ السلام و عیسیٰ روح اللہ و ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہم اندر آسمانہا دیدم لا محالہ آں ارواح ایشاں بود"

(ز) پھر سب سے عجیب بات یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم براق پر سوار ہو کر آسمانوں میں تشریف لے گئے ۱۴
اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ اور پھر حضرت انسؓ کی روایت کے مطابق جنت میں داخل ہو گئے اور معراج کا خاتمہ ہو گیا۔ مگر پھر کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ آنحضرت صلعم زمین پر کس طرح تشریف لائے۔ آیا براق کے ذریعہ۔ یا کسی اور طریقہ سے۔ پھر براق کہاں گیا۔ واپسی پر کیا کیا واقعات پیش آئے۔ جبرائیلؑ نے آپؐ کو کہاں چھوڑا تھا وغیرہ۔ ہمارے نزدیک واپسی کا عدم ذکر ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ پھر آپؐ کی حالتِ کشفی جاتی رہی۔ اور حضورؐ بیدار ہو گئے*

(ح) معراج کی حدیثوں میں سخت تعارض ہے۔ ملاحظہ ہو ازالۂ اوہام صفحہ ۹۳۳ تا صفحہ ۹۳۸

(۳) آنحضرت صلعم کی بیداری قلب اور معراج

حضرت انسؓ معراج کی رات کا ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں "..... اس حالت میں کہ آپؐ کا قلب

* حاشیہ۔ بخاری کی کتاب التوحید والرد علی الجہمیہ میں معراج کی حدیث کے آخر میں لکھا ہے۔ کہ اسقدر واقعہ دیکھ کر پھر آنحضرت صلعم کی آنکھ کھل گئی۔ اور جاگ اُٹھے۔ (بحوالہ ازالہ اوہام صفحہ ۹۳۲) ثم استیقظ اسی موقعہ پر آتا ہے منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھ رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوجاتی تھیں اور آپؐ کا دل نہ سوتا تھا۔ اور تمام انبیاءؑ کا یہی حال ہے۔ کہ انکی آنکھیں سوجاتی ہیں۔ اور ان کے دل نہیں سوتے۔ پھر جبرائیل نے اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ بعد اسکے وہ آپ کو آسمان کی طرف چڑھا کر لیگئے۔" (تجرید البخاری حصہ دوئم ۳۲۱ ج ۲۹)

(۴) قریش مکّہ کی تکذیب معراج

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے رسولؐ خدا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب قریش نے (معراج کی بابت) میری تکذیب کی تو مَیں حجر میں کھڑا ہوگیا۔ اور اللہ نے بیت المقدس کو میرے لئے ظاہر کردیا۔ پس مَیں ان لوگوں کو ان کی نشانیاں بتانے لگا اور مَیں اسے دیکھ رہا تھا۔"

(تجرید البخاری حصہ دوئم ۴۰۸ ج ۱)

اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ آنکھ کی رؤیت ہے۔ یعنی کشفی حالت میں بیت المقدس دکھائی دیا گویا اس واقعہ نے حضرت نبی کریمؐ کی زبانی آیت اِسراء (سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا (بنی اسرائیل ع ۱) ترجمہ وہ ذات پاک ہے۔ جو اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصا کی طرف لے گیا۔ وہ مسجد اقصیٰ جس کے اِردگرد کو ہم نے برکت دی تاکہ ہم اسکو اپنے نشان دکھاویں) 15
کی تفسیر بیان کردی۔ کہ اِسراء اور معراج سے کیا مراد ہے۔ اور اسکی حقیقت اور کیفیت کیا ہے۔ اگر خاکی جسم سمیت اِسراء اور معراج ہوتا۔ تو قریش کی اس تکذیب کے وقت کشفی اِسراء اور معراج کا نمونہ نہ دکھایا جاتا۔ بلکہ مکذّبین کے روبروے آنحضرت صلعم خاکی جسم سمیت آسمان کی طرف پرواز کرکے معراج اور اِسراء کا ثبوت پیش کردیتے۔ برعکس اس کے قرآن کریم سے ظاہر ہے۔ کہ مکذّبین نے آنحضرت صلعم سے آسمان پر خاکی جسم سمیت چڑھ جانے اور پھر وہاں سے لکھی لکھائی کتاب لانے کا پُرزور مطالبہ کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو فرمایا:۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل ع ۱۰) اے رسول تو ان مکذّبین اور معترضین کو یہ جواب دے۔ کہ میرا رب پاک ہے کیا مَیں بشر رسول نہیں ہوں۔ اس جواب سے بخوبی ثابت ہے۔ کہ کوئی بشر رسول خاکی جسم سمیت آسمان کے اوپر نہیں جاسکتا۔ رب تو پاک ہے۔ اس میں ایسا کرنیکی طاقت اور قوّت موجود ہے۔ مگر وہ اپنی سُنّت کے خلاف نہیں کیا کرتا۔ فرمایا فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (فاطر ع ۵) یعنی تو سُنّت اللہ میں کوئی

تبدیلی نہ پائیگا۔ پس حضرت عیسیٰؑ کا خاکی جسم سمیت آسمان پر جانا تو درکنار آنحضرت صلعم تاج المرسلین کو بھی خاکی جسم سمیت آسمان پر جانے سے کورا جواب ملا۔ اور اسوقت یہ جواب ملا۔ جبکہ مکذبین آسمانپر خاکی جسم سمیت چڑھ جانے کا پُرزور مطالبہ کرتے تھے۔ پھر سمجھ نہیں آتا۔ کہ پوشیدگی میں اور رات کے اندھیرے کے وقت جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ خاکی جسم سمیت آسمان پر چڑھ جانے میں کونسی حکمت ہے۔ اور کس کو فائدہ پہنچا۔ اور کیا فائدہ پہنچا۔ اور کیا پوشیدگی میں اللہ تعالیٰ اپنی سُنّت کو توڑ ڈالا کرتا ہے۔ کاش کہ لوگ قرآن کریم اور احادیث کو عقل کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور انکو اندھا دھند اپنے خیالات کے ماتحت نہ کریں ❊

آیت اِسْراء میں بیت المقدس نہیں آیا۔ بلکہ مسجد اقصیٰ آیا ہے۔ اور حدیث زیرِ بحث میں مسجد الاقصیٰ نہیں بلکہ بیت المقدس ہے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بیت المقدس فتح نہیں ہُوا۔ بلکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہُوا تھا۔ اس کے فتح ہونے سے پہلے اسلامی طرز کی کوئی مسجد وہاں نہیں تھی۔ البتہ بیت المقدس یہودیوں اور عیسائیوں کا معبد تھا۔ اور انبیاءؑ بنی اسرائیل وہاں یہودی طرز پر اپنی عبادت کر لیا کرتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ نے شام کو فتح کیا۔ تو وہاں اسلامی طرز کی مسجد کی بنا ڈالی۔ جسے مسجد عمرؓ بھی کہتے ہیں۔ بیت المقدس کے معبد کی عمارت ١٦
حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے عہد میں تیار ہوئی تھی۔ لیکن موجودہ عمارت جسقدر بھی ہے، وہ سلطان عبدالملک بن مروان کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔ بیت المقدس کو مسجد الاقصیٰ کا نام آیت اسراء مذکورہ بالا کے نزول کے بعد دیا گیا ہے۔ (سفرنامہ بلاد اسلامی مصنّفہ وارث صفحہ ۳۹) اور کوئی نہیں ثابت کر سکتا۔ کہ بیت المقدس کو اس آیت کے نزول سے پہلے بھی مسجد الاقصیٰ کا نام حاصل تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کا فرمانا بالکل درست ہے:۔

"معراج مکانی اور روحانی دو تو پر مشتمل ہے۔ اور بغیر اسکے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجنابؐ کو شوکتِ اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا۔ برکاتِ اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے۔ پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کے رُو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعودؑ کی مسجد ہے۔ جو قادیان میں واقع ہے۔ جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مبارك ومبارك وكل امرٍ مبارك يجعل فيه اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضابطہ تحفظ حقوق زوجین

حکومت بھوپال نے حقوق زوجین کے متعلق ایک ضابطہ نافذ کیا ہے اگرچہ اس میں فقہاء کی تقلید میں آکر بعض ان احکام کی تعمیل میں کمزوری دکھائی گئی ہے جو کتاب و سُنّت سے ثابت ہیں تاہم یہ بہتر ضابطہ ہے اور ہم یہ دکھلانے کے لئے شائع کر رہے ہیں کہ اسلام نے عورت کے حقوق تمام مذاہب و اقوام عالم سے بڑھ چڑھ کر مقرر کیئے ہیں ÷ (ایڈیٹر)

شوہر مفقود الخبر دفعہ (۲) جب شوہر اپنے مکان سے چلا جائے اور لاپتہ[۱] ہو۔ اور اُس نے اپنی زوجہ کے نان و نفقہ کا کچھ انتظام نہ کیا ہو اور زوجہ بوجہ مفقودی شوہر خود استدعائے تفریق پیش کرے تو محکمہ قضاء ثبوت مفقودی[۲] و عدم کفالت نان و نفقہ و عدم نشوز کے متعلق زوجۂ مفقود سے حلف لینے کے بعد تین ماہ تک اشتہار حسب ذیل مضمون کے شائع کریگا:۔

"چونکہ فلاں شخص اتنے عرصہ سے لاپتہ ہے اور اُس نے اپنی اہلیہ مسماۃ فلاں کی خبر گیری نہیں کی نہ اُس کے نان و نفقہ کا کچھ انتظام کیا۔ لہٰذا وہ جلد سے جلد اپنی جائے قیام و صحیح پتہ سے محکمہ ہٰذا کو اطلاع دیکر اپنی زوجہ مسماۃ فلاں کی شکایت کا مناسب انتظام کرے۔ ورنہ حسب مسلک امام مالکؒ اُس کا نکاح فسخ کر دیا جائیگا۔"

توضیح (۱) مسلک امام مالکؒ یہ ہے کہ اگر مفقود[۳] نے مال بقدر کفالت نان و نفقہ چھوڑا ہو تو یوم مرافعہ سے چار سال گذرنے کے بعد نکاح فسخ ہو جائیگا۔ ورنہ فوراً طلاق ہو جائیگی۔

(۲) اعلان مذکورہ بالعموم جریدہ بھوپال میں یا کسی اور طریقہ سے جو محکمہ قضا بلحاظ حالات متعلقہ مناسب سمجھے شائع کیا جائے گا۔

(۳) حسب طریقہ بالا جو[۴] اعلانات شائع ہونگے اُن کے مصارف بشرط امکان شخص مذکور کی جائداد سے وصول کیئے جائینگے۔ ورنہ بصورت استطاعت[۵] عورت ادا کریگی۔ بصورت دیگر معاملہ گورنمنٹ[۶] کے سامنے پیش کر کے جریدہ میں مُفت اشاعت کا انتظام کیا جائیگا۔

نمبر (۴) اگر یہ ثابت ہوگا کہ مفقود نے مال بقدر کفالت زوجہ چھوڑا ہے تو محکمہ قضاء سے زوجۂ مفقود کو تاریخ

---

[۱] قاضی خاں جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۹۹ - [۲] قاضی خاں جلد نمبر ۱ - صفحہ ۱۹۸ - [۳] صعیدی حاشیہ کفایت الطالب جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۰ و ۷۱ - [۴] صعیدی جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۰ - [۵] و [۶] صعیدی نمبر ۲ صفحہ ۷۰ - [۷] قاضی خان جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۹۹ -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست سے چار سال تک انتظار شوہر مفقود کا حکم دیا جائیگا۔

نمبر (۵) بصورت عدم ذرائع کفالت تاریخ اشاعت اشتہار آخر سے تین ماہ گذرنے کے بعد اگر پتہ شخص مذکور کا نہ معلوم ہوگا تو محکمہ قضاء سے ان زوجین میں تفریق کر دیجائیگی۔

نمبر (۶) [۱] اگر چار سال کے انتظار کے بعد بھی شوہر کا پتہ نہ معلوم ہوگا تو محکمہ قضاء سے حکم فسخ نکاح صادر کیا جائے گا۔

نمبر (۷) بعد صدور [۲] حکم فسخ نکاح زوجہ چار ماہ دس دن ایام عدت گذار کر نکاح ثانی کر لینے کی مجاز ہوگی۔

نمبر (۸) اگر شخص مذکور بعد فسخ نکاح و مرور ایام عدت واپس آئے اور اس عورت پر دعویٰ کرے تو ایسی صورت میں اُس کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا۔

تفریق بصورت عدم ادائے نان ونفقہ دفعہ (۳) جن مستورات کے شوہر اُن کا نان ونفقہ دینے سے عاجز ہوں اور بوجہ عدم استطاعت ادا نہ کرسکتے ہوں یا باوجود [۳] مقدرت و استطاعت ایسا نہ کرتے ہوں اور اُنکا اُن کا اصرار ہو تو مستورات آخر الذکر بھی نان ونفقہ سے محروم ہونے کی وجہ سے اہل عسرت شوہروں کی زوجات کے مثل سمجھی جائینگی۔ اور انکی ایسی شکایت پیش ہونے پر شوہروں کو حکم ادائے نان ونفقہ بمیعاد سہ ماہ محکمہ قضاء سے دیا جائیگا۔ اور یہ حکم صادر کیا جائیگا کہ بصورت عدم تعمیل فلاں تاریخ مقررہ کے بعد فیمابین اُس شوہر اور اُس کی زوجہ کے تفریق کر دی جائے گی۔

توضیح۔ اس تفریق کے بعد ایسی عورت کا نکاح ثانی حسب قواعد شرعیہ ہو سکے گا۔

نان ونفقہ کی مقدار کا تعین دفعہ (۴) نان ونفقہ کی مقدار کا تعین ہر صورت میں نفقہ دہندہ [۴] کی حیثیت اور ذرائع آمدنی کے لحاظ سے محکمہ قضاء کریگا۔ اور آئندہ ذرائع آمدنی کی کمی و بیشی پر بصورت عذرداری مقدار مقررہ میں کمی بیشی ہو سکے گی۔

تفریق بصورت امراض دفعہ (۵) اگر کسی عورت کی جانب سے اُس کے شوہر کی نسبت یہ شکایت پیش ہو کہ اُسکا شوہر عنین [۵] یا مجذوم یا مبروص یا خصی ہے۔ اور اس بنا پر استدعائے تفریق کی جائے تو حسب قواعد شرعیہ [۶] ایک سال کی مہلت علاج کے واسطے شوہر کو دیجائیگی۔ اگر اس مُدت میں شوہر صحتیاب نہ ہو تو حسب استدعا زوجہ محکمہ قضاء سے فیمابین زوجین تفریق [۷] کر دیجائے گی۔

توضیح (۱) بصورت بالا تفریق کے لئے شرط ہے کہ عورت اپنی درخواست تفریق میں یہ لکھدے کہ وہ اپنے زر مہر اور ایام عدت کے صرفہ سے دست بردار ہوتی ہے اور اُسکا مطالبہ نہ کریگی۔ بشرطیکہ یہ [۸] امراض نکاح کے بعد پیدا ہوئے

---

[۱] عبارت مندرجہ دفعہ (۱) توضیح نمبر ۵ و ۶ کیلئے کافی ہے۔ [۲] صعیدی جلد ۲ صفحہ ۔ [۳] منہاج مع شرح المحلی صفحہ ۱۷۹ و ۱۸۰ صفحہ ۴ سطر (۱) [۴] ہدایہ اولین صفحہ ۴۱۲۔ [۵] شرح کفایت الطالب جلد ۲ صفحہ ۹۶۔ [۶] ہدایہ اولین صفحہ ۴۰۲ [۷] صعیدی جلد ۲ صفحہ ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں اور عورت بھی رتقاء و قرناء نہ ہو۔

(۲) اگر امراض مذکورہ مرد میں قبل نکاح تھے اور بوقت نکاح چھپائے گئے تو اس صورت میں عورت تفریق کے ساتھ مہر پانے کی مستحق ہوگی لیکن اگر قبل نکاح مرد کے ان امراض میں مبتلا ہونے کا عورت کو علم تھا تو عورت کو تفریق حاصل کرنے کا حق نہ ہوگا۔

تفریق بصورت نفرت زوجین دفعہ (۶) اگر کسی عورت کی جانب سے اُس کے شوہر[1] کے مجبوب ہونیکی بنا پر استدعا تفریق پیش ہو۔ اور شوہر نکاح کے بعد مجبوب ہُوا ہو یا قبل نکاح تھا اور عورت کو اس کا علم نہ ہُوا تھا تو ثبوت مجبوبیت پر بلا مہلت تفریق کردی جائیگی اور مہر بھی بذمہ شوہر واجب الادا ہوگا۔ اس کے علاوہ ہر وہ عیب[2] جو باعث نفرت زوجین ہو اور اُس سے مقصد نکاح حاصل نہ ہوتا ہو۔ اختیار فسخ کو واجب کردیگا۔

توضیح ۔ اگر باوجود علم کے کہ شوہر مجبوب ہے۔ عورت نکاح پر بیان دیچکی ہو۔ تو عورت کا حق تفریق[3] باطل ہوگا۔

قاضی کا اختیار تفریق دفعہ (۷) محکمہ قضاء کو تفریق کرانے کا اختیار ان وجوہ کے علاوہ کہ شوہر زوجہ سے ہمیشہ بدسلوکی کرتا ہے۔ یا اُس نے شرائط نکاح کی تکمیل نہیں کی یا زوجین باہمی رحمت و مودت نہیں رکھتے۔ اس صورت میں بھی ہے کہ قبل نکاح احد الزوجین امراض لاعلاج میں مبتلا تھے۔

عورت کو طلاق مانگنے کا حق دفعہ (۸) اگر زوجہ اس بنا پر استدعا تفریق پیش کرے کہ اس کا شوہر چار سال یا اس سے زائد مُدت کی سزا پاکر قید ہوگیا ہے۔ اور بوجہ تنگدستی و افلاس مقید اپنی زوجہ کے نان نفقہ وغیرہ کی کفالت نہیں کرسکتا تو اسکی حالت معسر کی سی سمجھی جائیگی اور اسی کے مطابق تحت احکام شرعیہ محکمہ قضاء سے ایسے زوجین کے مابین تفریق کردیجائیگی۔ اور زوجہ کو حسب احکام شرعیہ اجازت نکاح ثانی دیجائیگی۔

توضیح (۱) صرف مفلسی کے عذر پر کوئی شخص اپنی زوجہ کو نفقہ دینے سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔ اگر وہ شخص محنت کرکے معاش حاصل کرسکتا ہے۔ اور ضعیف و نحیف نہیں ہے۔ تو اُس پر اپنی زوجہ کے لئے نفقہ مہیا کرنا فرض ہے۔ بصورت دیگر عورت طلاق کی مستحق ہوگی۔

(۲) حسب ذیل صورتیں ہیں جو مانع رحمت و مودت[4] ہیں۔ عورت طلاق مانگنے کی مستحق ہوجاتی ہے۔

(الف) جبکہ شوہر کا شرائط نکاح پورا کرنے سے قولاً و عملاً انکار پایا جائے۔ (ب) جب اسکو معلق رکھے اور نفقہ نہ دے۔ (ج) جب اُس سے بھیک منگوائے۔ (د) جب کسی طرح اسکے پاس نہ جائے۔ (ھ) جب اُس سے مزدوری کرائے جو اسکی کسر شان یا آبرو ریزی کا باعث ہو۔ (ز) جب وہ ہمیشہ زوجہ پر ظلم و جور کرتا ہو اور مارکر ضرر جسمانی پہنچاتا ہو۔

---

[1] ہدایۃ اولین صفحہ ۴۔ [2] کتاب زاد المعاد جلد ثانی صفحہ ۲۳۴ [3] ہدایۃ اولین صفحہ ۴۔ [4] کتاب زاد المعاد جلد ثانی صفحہ ۲۳۴۔

توضیح نمبر (۳) مذکورہ بالا صورتوں میں فیصلہ کنندہ کی رائے یا تجویز پر انحصار ہوگا - اور وہ مجاز ہوگا کہ کسی ایک وجہ کو جو حقوق زوجیت کی ادائی میں مانع ہو بہ ملحوظی احکام شرعیہ سبب فسخ قرار دے -

عورت کا مرد سے طلاق لینا یا مرد کا عورت کو طلاق دینا

دفعہ (۹) اگر کسی شخص کی ایسی شکایت پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ جس عورت سے اُس کا نکاح ہوا ہے وہ قبل نکاح مرض جنون یا مرض جذام یا برص یا امراض اندام نہانی میں مثل قرن یا رتق کے مبتلا تھی اور شوہر کو ایسے کسی مرض کا علم نہ تھا - نہ وہ اس پر[1] رضامند تھا تو بصورت طلاق شوہر پر حسب مسلک امام مالکؒ صرف ایک ربع دینار عائد ہوگا - بقیہ مہر ساقط ہوگا -

توضیح (۱) امام احمدؒ کے بعض شاگردوں نے زن و شوہر کے چند دیگر امراض کو بھی ان ہی امراض میں شامل کیا ہے - جن کے سبب سے مرد زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے یا زوجہ مرد سے طلاق لے سکتی ہے اور وہ امراض حسب ذیل ہیں :-

(۱) نتن الفرج (شرم گاہ کی بدبو) (۲) نتن الفم (گندہ دہنی) (۳) انخراق مجریٰ البول ، (۴) اندام نہانی کے بہنے والے زخم (۵) بواسیر (۶) ناسور (۷) استحاضہ (۸) استطلاق البول (۹) احد الزوجین کا خنثیٰ مشکل ہونا -

توضیح (۲) مذکورہ بالا صورتوں میں طرفین کو بہ تعجیل اختیار تنسیخ نکاح حاصل ہے - یعنی جب زوجہ و شوہر کو معلوم ہو جائے کہ اُن میں سے ایک اس قسم کے کسی مرض میں مبتلا ہے تو مرافعہ باستدعاء تنسیخ نکاح محکمہ قضاء میں پیش ہوگا - لیکن لازم ہے کہ ایسا مرافعہ بہت جلد عمل میں لایا جائے - اگر تاخیر[2] بیجا ہوگی تو گمان غالب ہوگا کہ طرفین نے اس حالت کو قبول کر لیا تھا یا حق تنسیخ سے دست بردار ہو گئے تھے ؛

[1] رسالہ ابن زید متن کفایت الطالب برحاشیہ صعیدی جلد ۲ صفحہ ۶۷ - [2] قاضی خان جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۸۸

نقشہ اُجرت اشتہارات

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۳ روپے
چھ ماہ	"	۲۳ روپے	"	۱۲ روپے
تین ماہ	"	۱۲ روپے	"	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ۴½ روپے ؛ نصف صفحہ ۲½ روپے ؛ فی سطر ۴ر

(مینیجر ریویو اردو - قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جزیرہ مڈغاسکر کی اسلامی آبادی

مڈغاسکر کی جغرافی حیثیت بحر ہند میں جنوبی افریقہ کے مشرقی ساحل سے تقریباً تین سو میل دور مڈغاسکر کا جزیرہ ہے جو دو لاکھ ۴۰ ہزار مربع میل کی وسعت اپنے دامن میں رکھتا ہے اور براعظم افریقہ کا سب سے بڑا جزیرہ ہے اور فرانس کے قبضہ میں ہے جسکو آبنائے موزمبق براعظم افریقہ سے جُدا کر دیتی ہے۔ فرانس سے ۶ ہزار میل، امریکہ سے ۹ ہزار میل اور بمبئی سے ۳۲۰۰ میل دُور ہے۔ جنوب شمال اور مغرب کا ساحلی حصہ پہاڑوں سے گھرا ہُوا ہے صرف مشرقی حصہ اس پہاڑی سلسلہ سے خالی ہے اور اسی قطع زمین کو بندرگاہ بنایا گیا ہے۔ اس کے متصل ایک بڑا شہر آباد ہے جو اتنانا دی کے نام سے مشہور ہے اور جسکی آبادی دو لاکھ کے قریب ہے، اس شہر سے ۶۲ میل کے فاصلے پر جنوب مشرق میں ایک اور شہر ٹماٹا ؤ ہے اور یہی حکومت مڈغاسکر کا دار الحکومت ہے ؛

مڈغاسکر کی تاریخ مڈغاسکر کی اب تک جتنی تاریخیں لکھی گئی ہیں وہ سب کی سب فرانسیسی زبان میں ہیں ایک انگریز سیاح مارکریڈی نے تاریخ لکھی ہے۔ مگر غیر مکمل۔ محمد غیاث اسپینی نے عربی زبان میں پندرھویں صدی کے اواخر تک کے حالات کی تاریخ لکھی ہے۔ مگر وائے بر قسمت ما کہ مسلمانوں کی غفلت شعاری و بے توجہی سے تمام جلدیں معدوم ہو چکی ہیں۔ راقم الحروف کو اسکی ایک جلد نہایت شکستہ حالت میں چین کے ایک قدیم کتب خانہ میں ملی تھی مگر افسوس کہ عربی میں کافی عبور نہ ہونے کی وجہ سے کما حقہ استفادہ نہ کر سکا ؛

مڈغاسکر میں مسلمانوں کی آمد مڈغاسکر کی قسمت کا ستارہ بنی اُمیہ کی حکومت اسپین کے زوال کے بعد سے طلوع ہوتا ہے۔ ۱۴۸۵ء میں جب بنی اُمیہ کی حکومت گھٹتے گھٹتے غرناطہ تک محدود ہو گئی تھی۔ تو اسپینی مسلمانوں کو تشویش ہوئی اور اپنی قسمت آزمائی کے لئے نئی آبادی کی تلاش میں چند بحری قافلے سمندر کی ہموار سطح پر منتشر ہو گئے اور اپنے سفینہ کی ناخدائی خدائے مطلق کے حوالے کر دی۔ ۱۴۸۵ء ۲۶ راکتوبر میں شام کے وقت قافلہ مذکور کے سردار محمد غیاث کو ایک وسیع پہاڑی سلسلہ نظر آیا۔ اور اُس نے اپنی کشتی کا رُخ اس طرف کر دیا اور صبح صادق سے پہلے کشتی ساحل سمندر سے جا لگی۔ مگر پہاڑوں کا غیر منقطع سلسلہ ہونے کی وجہ سے اُترنے کے قابل زمین نہ تھی۔ آخر ہموار جگہ کی تلاش میں آپ نے پھر لنگر اُٹھا دیا اور آٹھ دن متواتر مڈغاسکر کا طواف کرنے کے بعد اس مقام پر پہنچکر اُترا جہاں آج بندرگاہ ہے اور مڈغاسکر کی سب سے بڑی تجارت گاہ ہے جسمیں دو لاکھ نفوس آباد ہیں۔ اس اسپینی قافلہ کے بعد جرد العصا سے قبیلہ ہو خا آیا اور مختلف اوقات میں عرب گروہ در گروہ اور فرداً فرداً وہاں آئے اور وہاں کے باشندوں میں گھل مل گئے اور اپنے اخلاق اور عمل سے اپنے دینی معتقدات اُن قلوب میں اُتار دیئے۔ اسی دوران میں قبیلہ انتامورنا حلقہ بگوش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام ہوا جو اس سے پہلے اشجار و احجار کی پرستش کرتا تھا اور اب تک مسلمان ہے اور مڈغاسکر کے جنوبی شمالی ساحل پر آباد ہے۔ اس کا شہر مرکز مامینیا ناہے جو اسی نام سے نہر کے کنارے واقع ہے۔ اس کے بعد قبیلہ مانودیا اور قبیلہ مفینا تا اور قبیلہ اناکار کے چند افراد اسلام لائے۔ آخر الذکر قبیلہ تمام قبیلوں پر فوقیت رکھتا ہے اور اس قبیلہ میں شاہی گھرانا ہے جس کی فرانس سے پہلے مڈغاسکر میں حکومت تھی۔ موسیو فران کا بیان ہے کہ اسلام لانے سے قبل قبیلہ انتاموزنا کی حالت بہت خراب اور تاریک تھی۔ لیکن اسلام نے اُن پر بہت اچھا اثر قائم کیا۔ مگر آج زمانہ پھر اپنا تاریک دَور دُہرا رہا ہے۔ محض اسلامی تعلیم کے فقدان کے باعث ٭

پیداوار اور آب و ہوا زمین نہایت زرخیز ہے۔ مختلف اناج، چاول، گیہوں، جو، چنا وغیرہ کے علاوہ گنے کی کاشت بھی کافی ہوتی ہے۔ پھل بکثرت ہیں۔ سونا، ایلمونیم، تانبہ اور لوہے کی کانیں اور بے شمار ہاتھی دانت پائے جاتے ہیں اور پٹرول بھی نکلتا ہے۔ عمارتی اور فرنیچر کی لکڑی کافی تعداد میں اور عمدہ پیدا ہوتی ہے کارآمد گھاس مختلف قسم کی ہوتی ہے جس سے عمدہ چٹائی، اناج، شکر وغیرہ رکھنے کے لئے بوریا اور آرام کرسی بنائی جاتی ہے۔ لکڑی کا کام بہت نفیس ہوتا ہے جس کی امریکہ، فرانس، انگلینڈ میں بہت مانگ ہے۔ وہاں کے سمندر کی مچھلی بہت لذیذ ہوتی ہے۔ اور مچھلی کا اچار بکثرت یورپ کو جاتا ہے اور گوشت ہر قسم کا نہایت عمدہ ڈاکٹر کی نگرانی میں فروخت ہوتا ہے۔ سبز ترکاریاں کثیر تعداد میں پیدا ہوتی ہیں۔ آب و ہوا معتدل اور صحت بخش ہے بعض مقامات میں قدرے گرمی اور سردی بھی ہوتی ہے۔ اکثر فرانسیسی سیاح وہاں آکر مہینوں رہ جاتے ہیں۔ نیز اہل فرانس میں آمد و رفت کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ موسم معتدل اور لطیف ہونیکی وجہ سے اکثر متموّل فرانسیسی اور تجار وہاں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے اور شہروں میں ان سے چہل پہل رہتی ہے مکانات لکڑی کے یعنی فرش، چھت، دیوار وغیرہ سب لکڑی کی ہوتی ہیں جو پتھر اور اینٹ کی عمارتوں سے زیادہ باوضع اور خوشنما معلوم ہوتی ہیں ٭

آبادی اور زبان مڈغاسکر کی مجموعی آبادی ۲۳ لاکھ کے قریب ہے اور تین اقسام پر مشتمل ہے۔ اوّل موزمبق جن کی تعداد ۱۸ لاکھ ہے۔ یہ مڈغاسکر کے اصلی باشندے ہیں اور قبیلہ بندی کی صورت میں مختلف حصّہ میں آباد ہیں اور ان میں سے اکثر اسپینی اور عربی مسلمانوں کی تبلیغ سے سولھویں صدی عیسوی میں اسلام لائے تھے جو اکثر زراعت پیشہ زمیندار اور صنعت و حرفت میں ماہر ہیں۔ قوی الجثہ، دراز قد، اور مستعد و جفاکش ہوتے ہیں۔ دوم۔ ڈھائی لاکھ فرانسیسی نسل یورپین ہیں جو تجارت اور مناصب پر مامور ہیں۔ سوم ڈیڑھ لاکھ کے قریب عرب، اسپینی، سورتی اور بوہرے مسلمان ہیں جو اکثر تجارت پیشہ ہیں۔ جدید مردم شماری کی رپورٹ میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۱۰ لاکھ نو ہزار چار سو سینتیس بتائی گئی ہے۔ معاشرت عام طور پر فرانس کی سی ہے۔ دفتری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور شہری زبان بھی فرانسیسی ہے۔ قدیم باشندے موزمبیک بولتے ہیں اور اکثر فرنچ بھی جانتے ہیں۔ انتاموانا کا قبیلہ موزمبیق سے ملی ہوئی عربی بولتا ہے۔ اس کا رسم الخط بھی عربی ہے۔ سرکاری سکول ہر شہر ہر قصبہ میں قائم ہے اور چار کالج ہیں۔ ایک پایۂ تخت تماناڈو میں ایک بندرگاہ تناناری میں ایک وسط جزیرہ رودکانیہ میں اور ایک ماہینانا میں۔ ان سکولوں اور کالجوں میں فرنچ کے علاوہ انگریزی اور جرمنی کی تعلیم بھی قدرے ہوتی ہے۔ فرنچ لازمی ہے۔ حکومت فرنچ لا (قانون) استعمال کرتی ہے۔ فرانس کی پارلیمنٹ ہر پانچ سال کے بعد ایک نیا گورنر مقرر کرتی ہے۔

مڈغاسکر میں تبلیغ اسلام کی ضرورت

سولھویں صدی عیسوی کے اوائل میں انتاموانا کے علاوہ اور قبائل جو عربوں کے ہمہ گیر اخلاق وعمل سے متاثر ہوکر جام وحدانیت سے سرشار ہوئے تھے۔ آج انکی نسلیں مذہبی تعلیم اسلامی درسگاہ اور اسلامی اجتماعی انجمن نہ ہونے کی وجہ سے ناقابل بیان انحطاط کو پہنچ گئی ہیں۔ اگر یہی حالت رہی تو انکا یہ عملی جمود بہت ممکن ہے انکی ہیئت بدل دے۔ عیسائی مبلغین نہایت انہماک اور سرگرمی کے ساتھ پروپیگنڈا کر رہے ہیں اور اکثریت پرست قبائل مسیحی بھیڑوں کی فہرست میں اپنا نام درج کرا چکے ہیں اور کلمہ گو قبائل پر بھی کافی اثر ہو چکا ہے۔ جس کا ثبوت اکثر ناموروانا قبیلہ کے افراد کا ارتداد دے رہا ہے اگر مسلمانان عالم کی یہی بے حسی وعدم توجہی رہی تو وہ دن عنقریب آنیوالا ہے کہ اسپینی وعربی مسلمانوں کی روح علم برداران مذہب ملت پر ملامت ونفرین کریگی ÷ (مدینہ)

شکاگو پریس کی جدید بائیبل

کتاب غزل الغزلات باب اوّل آیت ایک چار تک کی عبارت عام بائیبل اس طرح پائی جاتی ہے:-

"وہ اپنے منہ کے چوموں سے مجھے چومے کیونکہ تیرا عشق مے سے بہتر ہے۔ جیسی تیری لطیف عطروں کی خوشبو سو تیرا نام ہے اس عطر کی مانند جو بہایا جائے اس واسطے کنواریاں تجھ پر عاشق ہیں۔ مجھے کھینچ تو ہم تیرے پیچھے دوڑیں گی۔ بادشاہ مجھے اپنے محل میں لے آیا۔ ہم تجھ میں شادمان اور مسرور ہونگی۔ ہم تیرے عشق کی تعریف مے سے زیادہ کریں گی۔ وہ سچے دل سے تجھ پر عاشق ہیں"۔

لیکن شکاگو پریس کی اس جدید بائیبل میں ان آیات کو اس طرح پیش کیا گیا ہے:-

"تم مجھے اپنے منہ کے چوموں سے چومو۔ کیونکہ تمہارا عشق مے سے بہتر ہے۔ تمہارے عطر کی خوشبو لطیف ہے تم خود قیمتی عطر کی مانند ہو۔ اس لئے کنواریاں تم پر عاشق ہیں۔ مجھے اپنے ساتھ لے چلو ہم دوڑیں گی۔ او بادشاہ! مجھے اپنے محل میں لے چل۔ تاکہ ہم تجھ میں معزز اور مسرور ہوں۔ ہم تیرے عشق کی تعریف مے سے زیادہ کریں گی۔ تم سچے دل سے عاشق ہو"

غائب کی جگہ حاضر اور حاضر کی جگہ غائب کے صیغے استعمال کیئے گئے ہیں۔ ذرا خط کشیدہ سطور کا ان سے پہلی سطور سے مقابلہ کرو۔ اور عیسائیوں کی جرأت اور ہمت کی داد دو ؂

یہ تو تحریف لفظی کا ایک نمونہ تھا۔ اب تحریف معنوی کا بھی ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ کتاب یسعیاہ باب اوّل آیت ۱۸ موجودہ بائیبل میں اس طرح پائی جاتی ہے :-

"اب آؤ کہ ہم باہم محبت کریں۔ خداوند کہتا ہے۔ اگرچہ تمہارے گناہ قرمزی ہوں۔ برف کی مانند سفید ہو جائینگے۔ اور ہرچند وہ ارغوانی ہوں پر اون کی طرح اُجلے ہونگے"

اس آیت کو "تجدید یا تحریف شدہ بائیبل" میں استفہامی علامتوں کے ساتھ اس طرح درج کیا گیا ہے :-

"اب آؤ کہ ہم باہم محبت کریں۔ خداوند کہتا ہے اگر تمہارے گناہ ارغوانی ہوں تو کیا وہ برف کی مانند سفید ہو جائینگے؟ اور ہرچند وہ قرمزی کی مانند سرخ تو کیا وہ اون کی طرح اُجلے ہو جائینگے؟"

پہلی عبارت میں اقرار اور وعدہ ہے۔ کہ گناہ خواہ قرمزی ہوں یا ارغوانی ہوں مگر وہ برف کی مانند سفید اور اُون کی مانند اُجلے ہو جائینگے۔ مگر شکاگو پریس والی بائیبل میں انکار کر دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر اس عبارت میں کہ "تم نے فلاں جرم کیا ہے۔ مگر تمہارا جرم معاف کر دیا جائیگا" اور اس عبارت میں کہ "تم نے فلاں جرم کیا ہے مگر کیا وہ معاف ہو سکتا ہے؟" جو فرق ہے وہی فرق عام اور اس جدید بائیبل کی عبارت میں ہے۔ ایک میں گناہوں کے برف کی مانند سفید ہونے کا اقرار ہے اور دوسری میں انکار۔ ایک دو نمونے اور ملاحظہ ہوں۔ کتاب پیدائش باب اوّل آیت اوّل عام بائیبل میں اس طرح پائی جاتی ہے :-

"ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی رُوح پانیوں میں جنبش کرتی تھی"

شکاگو پریس بائیبل میں اس آیت کو اس طرح تبدیل کیا گیا ہے :-

"جب خدا نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کرنا شروع کیا تو زمین ویران اور سنسان تھی۔ اور اندھیرا گہرائی (جس کی تھاہ نہ ہو) پر چھایا ہوا تھا۔ اور تُند ہوا پانیوں کی سطح پر جنبش کرتی تھی" (اسٹیٹسمین ص ۱۶ ۱۷ جنوری ۱۹۳۲ء)

موجودہ بائیبل میں "آسمان" تھا اور امریکن بائیبل میں "آسمانوں" ہوگیا۔ پہلی میں صرف گہراؤ تھا۔ دوسری میں "اندھیرا گہرائی" ہوگیا۔ عام بائیبل میں "خدا کی روح جنبش کرتی تھی" امریکن بائیبل میں "تُند اور تیز ہوا جنبش" کرتی ہے ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبلغ شام کی آمد پر

مرحبا تجھ کو فلسطین سے آنے والے راہِ اسلام میں تکلیف اُٹھانے والے
ہو مبارک تجھے او شام سے آنے والے خیلِ ابدال میں نام اپنا لکھانے والے
حبذا صلِّ علیٰ تجھ پہ مری جان فدا دینِ حق کے لئے خون اپنا گرانے والے
پیاس اور بھوک کی شدت میں بہنگام جہاد ذِکر۔ اللہ و محمدؐ کا سُنانے والے
جا کے تثلیث پرستوں کے صنم خانوں میں نغمہ۔ اللہ کی توحید کا گانے والے
تجھ پہ اللہ کی رحمت کا سدا سایہ ہو باندھکر سر سے کفن جنگ میں جانے والے
تجھ سے جانباز مجاہد کا ہو جس گھر میں ظہور کیا ہی خوش بخت ہیں وہ سارے گھرانے والے
داد۔ دیتے ہیں تری ژرف نگاہی کی تمام بذلہ سنجی پہ تری غش ہیں زمانے والے
علم و ایمان کی دولت تجھے حق نے دی ہے بے حقیقت ہیں ترے آگے خزانے والے

اے خوشا آں روز کہ آئی و بصد ناز آئی
بے حجابانہ سوئے محفل ما باز آئی

ایک ماہ قبل یہی مژدہ صبا تھی لائی کہ چلا آتا ہے حیفہ سے مجاہد بھائی
لِلّٰہِ الحمد تمنائے دلی بر آئی آگیا احمد و محمود کا وہ شیدائی
جس کی سیرت بھی ہے صورت کی طرح نورانی صدقے زیبائی ہے اُس پر تو فدا رعنائی
اپنے بچپن سے جو تبلیغ میں مصروف رہا چین سے بیٹھا نہ دم بھر کبھی راحت پائی
پئے تبلیغ یہ بازار میں جب جاتا تھا قادیانی کوئی کہتا تھا کوئی مرزائی
گالیاں اس نے سدا دین کی خاطر کھائیں کبھی دیوانہ یہ کہلایا کبھی سودائی
جس سے باطل کو صحابہؓ نے کیا تھا ساکت حق تعالیٰ نے اسے دی ہے وہی گویائی

تجھ سے راضی ہے خدا خوش ہیں رسولِ مقبولؐ مار اِسلام کی خاطر ہے جو تو نے کھائی
حلم اور خُلق میں سَو جان سے تجھ پر نازاں فخر کرتی ہے تری ذات پہ گردانائی
پانی پانی ہو نہ کیوں شرم سے بحرالکاہل زخم کی اس نے ترے دیکھ لی ہے گہرائی
محترم دونوں جہاں میں تجھے رکھے اللہ دشمنوں کو ترے حاصل ہو سدا رسوائی
نذر کے واسطے لایا ہے تری خدمت میں چند اشعار بنا کر یہ ترا شیدائی
ہم سے الفاظ میں اظہار نہیں ہو سکتا تیرے آنے سے ہوئی ہے جو خوشی اے بھائی

اے کہ با سلسلۂ زلف دراز آمدۂ
فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ

(حافظ سلیم احمد اٹاوی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز اردو۔ قادیان دارالامان۔ ۵ رمئی سنہ ۱۹۳۲ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

بانی

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن

ڈی۔ ایس۔ بی

ڈاکٹر۔ ایس۔ کے۔ برمن

لمیٹڈ

کلکتہ

منعقدہ

اسٹار

SKB

ٹریڈ مارک

رجسٹرڈ

سنہ ۱۹۸۴ء

بچاس سال سے ہندوستانی پیٹنٹ دواؤں کے بے مثل موجد

ہیضہ سے اپنی جان بچانے کیلئے

اصل عرق کافور

کافو

(REGD)

ہیضہ۔ گرمی کے دست۔ پیٹ کا درد۔ اور بدہضمی وغیرہ کو دور کرنیکی بے خطا دوا۔ جہاں کہیں ہیضہ پھیلا ہو وہاں ایک یا دو بوند استعمال کرنے سے ہیضہ میں مبتلا ہونیکا ڈر نہیں رہتا۔ ہر ایک گھر اور سفر میں اسے پاس رکھنا ضروری ہے۔

قیمت فی شیشی چھ آنہ ۶؍ محصول تین شیشیوں تک سات آنہ ۷؍

پیشاب اُتارنے کی دوا

یورا

(REGD)

ہیضہ۔ سوزاک۔ جلندھر خواہ اور کسی وجہ سے پیشاب بند یا کم ہو جائے تو "یورا" استعمال کیجئے۔ اس کے صرف دو ہی تین بار کے استعمال سے پیشاب کھل کر صاف آنے لگتا ہے۔

قیمت فی شیشی چھ آنہ ۶؍ محصول سات آنہ ۷؍

آنکھ آنے کی دوا

آئی نولا

(REGD)

آنکھ اُٹھنا۔ سوزش۔ کرکرک۔ پانی بہنا۔ اور گرد و غبار۔ دھوآں۔ دھوپ کی تیزی وغیرہ کی وجہ سے آنکھ کی سُرخی۔ اسکے تین چار دنوں کے استعمال سے جاتی رہتی ہے۔

قیمت فی شیشی نو آنہ ۹؍

محصول دو شیشی تک سات آنہ ۷؍

نوٹ: ہماری دوائیں ہر جگہ فروخت ہوتی ہیں۔ ڈاک محصول بہت بڑھ گیا ہے۔ اس لئے اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خرید فرمائیں۔ نمونہ صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتا ہے۔

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ قادیان میں ایجنٹ کی ضرورت ہے۔

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا